عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۲ تا ۸/ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۷/ فروری ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۵

باطل کی محنت
روکنا ہم سب
کی ذمہ داریاں

## اِسلامی اصول

موجودہ مسائل کا حل

خالقِ کائنات کی نگاہ میں بڑا جرم

مرزا قادیانی کے مالی معاملات

فساد کا سرچشمہ

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

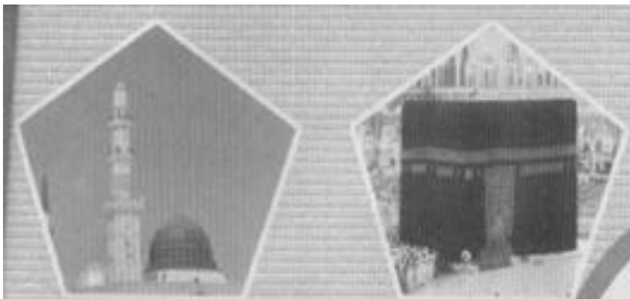

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

# آپ کے مسائل

## کیا عالم ارواح کے وعدہ کی طرح آخرت میں دنیا کی باتیں بھی بھول جائیں گی؟

س:…… ایک صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کی چار دفعہ حالت بدلے گی: (۱) دنیا میں آنے سے پہلے عالم ارواح میں اللہ سے وعدہ‘ (۲) عالم دنیا میں قیام‘ (۳) عالم قبر‘ (۴) عالم آخرت جنت یا دوزخ۔ مولوی صاحب! ہم کو عالم ارواح میں اپنی روح کی موجودگی کا علم اب ہوا ہے‘ اور جو روحوں نے اللہ سے بندگی کا وعدہ کیا اس میں ہماری روح بھی شامل تھی‘ لیکن ہم کو تو پتہ نہ چلا‘ ہمیں تو اس دنیا میں بتایا گیا کہ تم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا‘ تو جس طرح عالم ارواح کا ہمیں احساس نہیں ہوا تو کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ جزا و سزا‘ قبر و آخرت کا ہمیں اس طرح پتہ نہ چلے جس طرح عالم ارواح میں ہمیں کچھ پتہ نہ چلا۔

ج:…… عالم ارواح کی بات تو آپ کو بھول گئی لیکن دنیا کی زندگی میں جو کچھ کیا وہ نہیں بھولے گا۔

## کشف والہام اور بشارت کیا ہے:

س:…… کشف‘ الہام اور بشارت میں کیا فرق ہے؟

ج:…… کشف کے معنی ہیں کسی بات یا واقعہ کا کھل جانا‘ الہام کے معنی ہیں دل میں کسی بات کا القا ہو جانا اور بشارت کے معنی خوشخبری کے ہیں‘ جیسے کوئی اچھا خواب دیکھنا۔

۲:…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کشف والہام اور بشارت ممکن ہے۔ مگر وہ شرعاً حجت نہیں اور نہ اس کے قطعی و یقینی ہونے کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے‘ نہ کسی کو اس کے ماننے کی دعوت دی جاسکتی ہے۔

## کشف یا الہام ہوسکتا ہے لیکن وہ حجت نہیں:

س:…… اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ مجھے کشف کے ذریعہ خدا نے حکم دیا ہے کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ اور فلاں بات کہو‘ ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

ج:…… غیر نبی کو کشف یا الہام ہوسکتا ہے‘ مگر وہ حجت نہیں‘ نہ اس کے ذریعہ کوئی حکم ثابت ہوسکتا ہے بلکہ اس کو شریعت کی کسوٹی پر جانچ کر دیکھا جائے گا‘ اگر صحیح ہو تو قبول کیا جائے گا ورنہ رد کیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ (مدعی کشف والہام) سنت نبویؐ کا متبع اور شریعت کا پابند ہو۔ اگر کوئی شخص سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چلتا ہو تو اس کا کشف والہام کا دعویٰ شیطانی مکر ہے۔

## غیر مسلم والدین اور عزیزوں سے تعلقات:

س:…… میری تمام برادری غیر مسلم ہے اور میں الحمدللہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کے نمک خواروں میں سے ہوں‘ حنفی مسلک کی رو سے مستند حوالہ جات سے فرمایئے کہ میرا ان لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا‘ رشتہ داری‘ لین دین ہونا چاہئے کہ نہیں؟ عرصہ پانچ سال سے میرا اپنے دل کی آواز سے ان لوگوں سے خاص طور پر میل ملاپ قطعاً بند ہے۔ شریعت مطہرہ کی رو سے یہ بھی بتایئے کہ میرا اپنے والد کے ساتھ عمل کیسا ہونا چاہئے کہ جن کا تعلق بھی اسی کافر طبقے سے ہے؟ وہ قطعاً میری تبلیغ کا اثر نہیں لیتے بلکہ پیٹھ پیچھے مجھے بددعائیں اور گالیاں نکالتے ہیں۔ کیا مذہبی فرق کے ناتے سے جو گالیاں یا بددعائیں مجھے پڑتی ہیں کیا ان کی بھی کوئی حیثیت ہے کہ نہیں؟

ج:…… والدین اگر غیر مسلم ہوں اور خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی خدمت ضرور کرنی چاہئے لیکن ان سے محبت کا تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح ایسے عزیز و اقارب سے بھی دوستانہ و برادرانہ تعلق جائز نہیں۔ آپ کے والدین کی بددعاؤں اور گالیوں کا آپ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ وہ اس طرزِ عمل سے خود اپنے جرم میں اضافہ کرتے ہیں۔

☆☆……………☆☆

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد: ۲۵ شمارہ: ۵ ۲ تا ۸ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۷ فروری ۲۰۰۶ء



## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت مفتی محمد جمیل خانؒ

## سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

**مدیر اعلیٰ:** مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
**نائب مدیر اعلیٰ:** مولانا محمد اکرم طوفانی
**مدیر:** مولانا اللہ وسایا

## مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا بشیر احمد
- علامہ احمد میاں حمادی
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میئو ایڈووکیٹ


## اس شمارے میں


| | | |
|---|---|---|
| نئے ہجری سال کے تقاضے | (اداریہ) | 4 |
| اسلامی اصول | (مولانا سعید الرحمٰن اعظمی) | 6 |
| قرب الٰہی کا معیار | (مولانا مفتی محمد فاروق) | 8 |
| باطل کی محنت اور علمائے کرام کی ذمہ داریاں | (مولانا اسعد مدنی مدظلہ) | 10 |
| خالق کائنات کی نگاہ میں بڑا جرم | (مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ) | 16 |
| فساد کا سرچشمہ | (مولانا شمس الحق ندوی) | 18 |
| اسلام میں عورت کا مرتبہ | (محمد شاہد تھانوی) | 20 |
| مرزا قادیانی کے مالی معاملات | (ڈاکٹر سید راشد علی) | 22 |



زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری
طابع: سید شاہد حسین
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت
ایم اے جناح روڈ کراچی

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۸۳۴۸۶-۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نئے ہجری سال کا تقاضا

نئے ہجری سال کی آمد آمد ہے' ہر نئے سال کی آمد پر عوام الناس پر امید ہوتے ہیں کہ اس سال انہیں خوشیاں ملیں گی' اللہ کرے کہ یہ نیا سال امت مسلمہ اور مسلم ممالک کے لئے خوشیوں اور برکتوں کا پیغام لائے اور جبر و استبداد اور ظلم و زیادتی کا شکار امت مسلمہ اپنی عظمت رفتہ کی طرف لوٹنے کا عمل شروع کرے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردّ قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والے رفقاء سے نیا ہجری سال یہ تقاضا کرتا ہے کہ یہ حضرات ناموس ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کے لئے اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کردیں اور زیادہ سے زیادہ قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دیں تاکہ اسلام کی اشاعت و ترقی کے عمل کو تیز سے تیز تر کیا جاسکے۔

فتنۂ قادیانیت نے انیسویں صدی کے اواخر میں جنم لیا تھا۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی میں ہزیمت اٹھانے کے بعد مسلمان' انگریزوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے تھے۔ اس وقت ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی شیطانی پالیسی کی حامل انگریز قوم نے مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار پیدا کرنے کے لئے سیالکوٹ کے کمشنر آفس کے ایک گھٹیا درجہ کے ملازم پر اپنی نظر عنایت مبذول کی اور اسے اپنا منظور نظر بنالیا۔ اس گھٹیا درجہ کے ملازم کو دنیا مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے جانتی ہے۔ انگریز کے ایما پر پہلے اس نے ایک بین المذاہب محقق اور مناظر اور پھر رفتہ رفتہ مجدد' مہدی' مسیح اور آخرکار نبی ہونے کا دعویٰ کر کے خود کو محمد رسول اللہ قرار دینا شروع کردیا۔

علمائے کرام اور مسلم عوام نے ابتداء ہی سے اس کے تمام دعوؤں کو شک کی نگاہ سے دیکھا اور جب اس نے مسیح موعود اور محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو علمائے امت نے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے کافر' مرتد اور زندیق قرار دیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ نے علمائے کرام اور بزرگانِ دین کی رہنمائی میں آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے قادیانیوں کی خلاف ہر ممکن جدوجہد جاری رکھی اور مخلوق خدا کو ان کے دام تزویر سے بچانے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائیاں وقف کردیں' جس کے ثمرات ظاہر ہوئے اور قادیانی فتنہ اپنی پیدائش کے فوری بعد سے دنیا بھر میں متنازعہ بننے کی وجہ سے انگریز کے مقاصد کو پورا کرنے اور مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار پیدا کرنے کی کوشش میں ناکام رہا' اور سوائے چند اسلام دشمنوں کے کسی نے اس فتنہ کا ساتھ نہ دیا' بلکہ قادیانی ہونا مہذب انسانوں کے نزدیک معیوب تصور کیا جانے لگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کے بعد حکیم نور الدین بھیروی اس کا جانشین بنا جبکہ حکیم نور الدین کی موت کے بعد مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود قادیانیوں کا پوپ قرار پایا۔ مرزا بشیر الدین محمود نے کشمیر کمیٹی اور ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے موقع پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک نئے مذہب کے پیروکار شمار کروا کر کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کی راہ ہموار کی اور قیام پاکستان کی راہ میں حتی المقدور روڑے اٹکائے۔ پاکستان بننے کے بعد مرزا محمود کا چیلا ظفر اللہ قادیانی ملک کا پہلا وزیر خارجہ بنا' جس کی وجہ سے قادیانیوں کو شہ ملی اور انہوں نے بیرون ملک واقع پاکستانی سفارت خانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کے اڈے

بنانے اور بلوچستان کو قادیانی ریاست بنانے کی سازش کی‘ جو ناکام رہی۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر اکابر امت نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلمانوں کی جانوں کی قربانی دے کر امت مسلمہ نے قادیانیوں کو ان کی حیثیت یاد دلادی۔ بالآخر مرزا محمود بلوچستان کو قادیانی ریاست بنانے کی حسرت دل میں لئے ہوئے جہنم واصل ہوا۔

مرزا محمود کے بعد اس کا بیٹا مرزا ناصر پاپائے قادیان بنا‘ اس کے دور میں چناب نگر (سابقہ ربوہ) قادیانی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ بالآخر ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء میں وہ وقت آیا کہ مرزا طاہر کی قیادت میں قادیانی غنڈوں نے چناب نگر کے ریلوے پلیٹ فارم پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے بے گناہ طلبا کو ’’ختم نبوت زندہ باد‘‘ کے نعرے لگانے کی پاداش میں ہاکیوں‘ سریوں اور دیگر ہتھیاروں سے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح ملک بھر میں پھیل گئی۔ اس موقع پر ملک کے کونے کونے سے قادیانیوں کو لگام دینے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آوازیں اٹھیں۔ چنانچہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی جس کی زیر نگرانی قومی اسمبلی میں اور قومی اسمبلی کے باہر قادیانیوں کے خلاف شدید ردعمل سامنے آیا‘ جس کے نتیجہ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ کیا۔

مرزا ناصر کی عبرت انگیز موت کے بعد مرزا طاہر دجال قادیان کا نیا جانشین بنا‘ اس کی جانشینی کے دو سال بعد قادیانیوں کو پھر شرارت سوجھی اور انہوں نے پر پرزے نکالنے شروع کئے۔ مسلمانوں کی مذہبی غیرت نے قادیانیوں کی اشتعال انگیزی کا جواب آئین اور قانون کی زبان سے دینے کا فیصلہ کیا‘ چنانچہ ۱۹۸۴ء میں تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کا اجرا ہوا جس کی رو سے قادیانیوں پر شعائر اسلام کے استعمال پر پابندی عائد کردی گئی۔ اسلام اور مسلمانوں کی اس فتح نے مرزا طاہر کو منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا۔ چنانچہ وہ برقعہ اوڑھ کر راتوں رات پاکستان سے انگلینڈ فرار ہو گیا‘ جہاں اس نے قادیانیوں کے نئے ہیڈ کوارٹر کی بنیاد ڈالی اور قادیانی ٹی وی چینل‘ ویب سائٹ اور دیگر ذرائع سے آئے دن اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بددعائیں دینے اور اپنی پارٹی کو اس عمل کی ترغیب دینے کا عمل شروع کیا‘ اس کے ساتھ ساتھ اس نے مختلف پاکستانی سربراہان کی اموات‘ بعض پاکستانی حکومتوں کے ماورائے آئین خاتمے اور ملک میں آنے والی بعض ارضی وسماوی آفات کو قادیانیت کی فتح اور اپنی بددعاؤں کا نتیجہ قرار دیا‘ وہ پاکستان کی سلامتی کے خلاف بیانات بھی دیتا رہا۔

اس کی موت کے بعد مرزا مسرور قادیانیوں کا نیا پوپ بنا۔ اس نے اپنی زیر قیادت منعقد ہونے والے سالانہ قادیانی جلسوں میں حسب معمول بلند بانگ دعاوی کئے‘ جس نے سوائے اس کے اور اس کے پیروکاروں کے کفر وگمراہی میں مزید اضافے کے اور کچھ نہ کیا۔ لیکن نتیجہ قادیانیوں کی توقعات کے برعکس یہ رہا کہ بے شمار نیک بخت وسعید فطرت افراد قادیانیت سے تائب ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

دین اسلام کے فروغ اور قادیانیوں کے کفر سے انہیں نکالنے کے جذبہ کے تحت ہم قادیانی امت کو ایک مرتبہ پھر دعوتِ اسلام دیتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا جنم ماننا چھوڑ دے‘ مسیح موعود اور مہدی معہود کی اصطلاحات کو مرزا قادیانی پر چسپاں کرنا ترک کردے‘ مرزا قادیانی کے دامن کو چھوڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لے لے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مان کر اس حقیقت کا اقرار کرلے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب‘ دجال اور لعین تھا‘ اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا‘ بلکہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت آسمان پر زندہ موجود ہیں‘ قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ اگر قادیانی امت ان عقائد کو مان لیتی ہے تو وہ مسلمانوں کی صف میں شامل ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کی خوش بختی وسعادت کی حقدار بن سکتی ہے۔ اسلام کے دروازے قادیانیوں پر آج بھی کھلے ہیں‘ بشرطیکہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو ترک کردیں اور نئے سرے سے اسلام قبول کرلیں۔ اللہ تعالیٰ دین حق کی طرف ان کی رہنمائی فرمائے۔ آمین۔

# اسلامی اصول
## موجودہ مسائل کا حل

مولانا سعید الرحمٰن اعظمی

سابقہ ادوار میں یورپ اور تہذیب جدید کے متوالوں نے اسلام کے خلاف جو منصوبہ بندی اور سازش کی تھی اور اپنے تئیں ان کی جو سرگرمیاں تیز تر تھیں' وہ کسی صاحب نظر سے مخفی نہیں' عرصۂ دراز تک معاشرۂ انسانی انہیں کے نقش قدم پر رواں دواں تھا' جس کی وجہ سے اسے قدم بہ قدم حقارت و ذلت اور شقاوت و بدبختی کا سامنا کرنا پڑا' تہذیب جدید کی ظاہری چمک دمک کو دیکھ کر ان کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ان کی انتھک کوششیں صدا بہ صحرا اور شجر بے ثمر ثابت ہوں گی اور وہ فائز المرام نہیں ہوں گے۔ اسی وجہ سے سائنس و ٹیکنالوجی کے راستے سے انہوں نے معاشرۂ اسلامی پر یلغار کی اور ارکان اسلام کو منہدم کرنے کے لئے عسکری طریقے استعمال کئے' اور حق کے جویا' اس کو تلاش کرنے والوں کی راہ میں سدّ سکندری اور آہنی دیوار بن کر کھڑے ہوگئے' یہ حقیقت ہے کہ اعدائے اسلام نے جب بھی اس طرح کی سازشیں کیں تو پہلے مرحلے میں لوگ ان کے اسیر ہوگئے' اور ظاہری آرائش و زیبائش کے دام فریب میں آگئے' لیکن جب انہیں اس تہذیب کے کھوٹے پن کا علم ہوا تو انہیں ایسے نظام حیات کی تلاش وجستجو کی فکر دامن گیر ہوئی' جس میں انہیں ذہنی اطمینان وسکون حاصل ہو' ان کی زندگی پُر مسرت ہو اور زندگی کی کل بیٹھ جائے۔

اہل یورپ نے ایک عرصہ تک مادی تہذیب کو نظامِ حیات کے طور پر اختیار کرکے زندگی بسر کی' جس نے ان کے اندر بے شمار مسائل پیدا کردیئے' ان مسائل نے انہیں اتنا بے چین کیا کہ ان کی راتوں کی نیند اور دن کا چین غارت ہوکر رہ گیا' اور زندگی کا اصل سکون و چین اور لطف ان سے چھن گیا' یہ کوئی نئی بات نہیں ہے' بلکہ ظاہر پرست افراد عموماً انہی حالات سے دوچار ہوتے ہیں' ظاہری تراش خراش' چمک دمک اور آرائش و زیبائش انہیں قلبی سکون نہیں بخشتی' بالکل یہی صورت حال تھی' لوگ مسائل میں گھرے ہوئے تھے' انہیں اس کی بھی اطلاع نہیں تھی کہ دنیا میں ایک ایسا نظامِ حیات ہے جو انسان کو عقلی وفکری غلامی سے آزاد کرتا ہے' جسمانی اعصاب کو سکون فراہم کرتا ہے' اور فطرت انسانی کے ساتھ ہم آہنگ رہتا ہے' اس حقیقت سے ان کی عدم واقفیت کی یہی وجہ تھی کہ مادی تہذیب کے دلدادہ' بالخصوص قائدین یورپ نے اسلام اور مسلمانوں کی جو تصویر ان کے سامنے پیش کی تھی وہ بہت بھیانک اور خطرناک تھی' انہوں نے لوگوں کو یہ باور کرایا تھا کہ اسلام ایک غیر انسانی نظامِ حیات ہے' اس کے علمبردار دہشت گرد ہوتے ہیں' جو ہمہ وقت اپنی آستینوں میں چھری اور خنجر لئے رہتے ہیں' جب انہیں موقع ہاتھ آتا ہے تو وہ اپنی درندگی اور قساوت قلبی کا علانیہ مظاہرہ کرتے ہیں' لوٹ کھسوٹ' توڑ پھوڑ' ظلم وزیادتی تو ان کی فطرت میں داخل ہے' لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان پروپیگنڈوں اور غلط الزامات ہی نے خود اس حقیقت سے پردہ اٹھایا' جس کی وجہ سے ان کی کمزور بنیادیں خود بخود منہدم ہوگئیں اور مطالعۂ اسلام کا ایک عام رجحان پیدا ہوا' لوگوں نے عملی طور پر اس کے طریقہائے حیات کا تجربہ کیا۔ بالآخر انہیں معلوم ہوا کہ یہ الزامات اعدائے اسلام کی اسلام دشمنی کا نتیجہ تھے' مذہب اسلام تو امن وسلامتی' صلاح وصفائی اور احترام انسانیت کا داعی ہے' دہشت گردی' قتل وغارت گری اور فتنہ وفساد پروری سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکی تجارتی مرکز ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹاگون پر حملے ہوئے تو بے گناہ افراد موت کے گھاٹ اتارے گئے' پوری دنیا پر سکوت چھا گیا۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ایک لرزہ طاری ہوگیا' اور وہاں کے باشندوں میں خوف و دہشت سما گئی' سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں تفوق و برتری ثابت کرنے والے افراد بھی سخت ذہنی کشمکش میں مبتلا ہوگئے۔ صورت حال بہت پُرخطر تھی' یہودی اور عیسائی حواس باختہ ہو چکے تھے' لیکن مذہب اسلام کے حاملین اسلام کے سایہ تلے اطمینان وسکون کا سانس لے رہے تھے' وہ راحت و آرام کے ساتھ اپنی کشتیٔ حیات کو آگے بڑھا رہے

تھے۔ چنانچہ اس صورت حال نے دشمنان اسلام کو از سر نو غور کرنے پر آمادہ کیا اور وہ مطالعۂ اسلام پر مجبور ہوئے' جب انہوں نے اسلام اور دیگر ادیان و مذاہب کا مطالعہ شروع کیا تو ان کے سامنے اسلام اور دیگر ادیان کا فرق واضح طور پر سامنے آ گیا' اور انہوں نے بے ساختہ اسلام کی صداقت وحقانیت کا اعتراف کیا' اور صرف اعتراف ہی نہیں' بلکہ وہ بڑی تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ بعض موصولہ رپورٹوں کے مطابق حالیہ طالبین حق کی تعداد وہم وگمان اور ظن وتخمین سے زیادہ ہوگئی ہے۔ اہل یورپ کے مطالعۂ اسلام کے شغف وانہماک کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ کے اسلامی بک اسٹال سے بہت ہی قلیل مدت میں اسلامی کتابیں ختم ہوگئیں۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ متعدد اسلامی تنظیمیں نومسلموں کو حقیقت اسلام اور اس کے اصول ومبادی سے واقف کرانے کی خاطر خاصی تعداد میں اسلامی کتابیں تقسیم کر رہی ہیں۔ علاوہ ازیں داعیان اسلام بھی اپنے تئیں سرگرم ہیں۔

چند سال قبل برطانوی وزیر خارجہ ''جیک اسٹرا'' کا آکسفورڈ یونیورسٹی کے اسلامک ریسرچ سینٹر میں محاضرہ ہوا' جس میں انہوں نے بتایا کہ اسلام اور عالم اسلام دونوں قابل احترام ہیں' جملہ ادیان و مذاہب پر اسلام کو تفوق و برتری حاصل ہے۔ برطانوی وزیر خارجہ نے مزید کہا کہ یورپ کی حالیہ ترقی مسلمانوں کی اسلامی ثقافت کی دین ہے' جب مسلمان عروج وارتقاء کی منازل طے کر رہے تھے' اسپین ان کے زیر نگیں تھا' تو اس وقت یورپ نے ان سے خوب فائدہ اٹھایا' علم وثقافت' سائنس وٹیکنالوجی اور دیگر علوم وفنون کے میدان میں انہی کے چشمے سے سیرابی حاصل کی اور اپنی تشنگی بجھائی۔

اگر ہم سابقہ ادوار پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اس سے قبل بھی کئی ذی حیثیت افراد نے اسلامی تہذیب کی فعالیت وتاثیر اور اس کے قائدانہ کردار' نیز اس کی اہمیت وافادیت کا اکثر مواقع پر کھلے لفظوں میں اعتراف کیا ہے' یہ بھی حقیقت کی ایک بین دلیل ہے: ''والفضل ما شہدت بہ الاعداء'' حق بات وہی ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔

کویت سے شائع ہونے والے ہفت روزہ جریدہ ''المجتمع'' کے حوالے سے برطانوی وزیر خارجہ کے بعض اعترافات ذیل میں منقول ہیں۔ انہوں نے کہا:

''اسلام ہی وہ مذہب ہے جو انسانی زندگی کے جملہ شعبہ جات' خواہ وہ ماضی سے متعلق ہوں یا حال سے' ہر ایک کی تشکیل جدید کرتا ہے۔ برطانیہ اور یورپ کی تہذیب جدید میں عالم اسلام کا حصہ وافر موجود ہے اور عالم اسلام تاریخی طور پر علم کے مراکز اور حکمت وعمل کے سینٹروں کی وجہ سے مشہور ومعروف ہے۔ اسلامی بنی نوع انسان کے مابین مساوات و برابری کا قائل ہے۔ وزیر خارجہ نے سیکولرازم اور لامذہبیت پر زبردست تنقید کی اور اسلام پسندوں کی خدمات کو بھی سراہا۔ انہوں نے کہا کہ سیکولر طاقتیں ہی آج پوری دنیا میں جابرانہ وقاہرانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں' لیکن اہل یورپ اس ناسور سے غافل و بے پرواہیں۔''

یہ تھے برطانوی وزیر خارجہ کے اسلام کے متعلق اعترافات۔ اسی وجہ سے ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام ہی یورپ کو درپیش مسائل کا حل پیش کرسکتا ہے۔ آج یورپ میں جو فکری اور روحانی بحران ہے' وہاں کے افراد مستقبل سے تئیں جو مایوس نظر آرہے ہیں اور ایسے مصائب میں گھرے ہوئے ہیں' جن سے آزادی حاصل کرنا بہت مشکل ہے' اگر وہ اسلام اور اسلامی اصول کو اصل قائد ورہنما مان کر اپنی زندگی کے مراحل طے کریں گے' تو ان کا مستقبل بحال ہوگا' اور انہیں زندگی کا اصل لطف نصیب ہوگا' اور ایک ایسا عالمی نظام وجود میں آئے گا جو دوسروں کے مال ہڑپ کرنے کے بجائے ان کو تحفظ اور امن وسلامتی فراہم کرے گا' اور ان کی زندگی کی چول بیٹھ جائے گی۔

☆☆......☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون: 2545573

# قربِ الٰہی کا معیار

## افاداتِ فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ

انسان بے کمال پیدا ہوتا ہے' کوئی کامل اپنا کمال پیدائش کے وقت اپنے ساتھ لے کر نہیں آتا' ہر انسان اس دنیا میں آ کر یہ کمالات حاصل کرتا ہے' یہیں آ کر سب کچھ سیکھتا ہے' ترقی کے دروازے اس کے لئے کھلے ہوئے ہیں' وہ شاہراہ پر بہت آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ان ترقیات پر حق تعالیٰ شانہ نے بڑے وعدے فرمائے ہیں' ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونہ بنا کر دنیا میں بھیجا اور یوں فرمایا کہ ہمیں ایسی زندگی مطلوب ہے جیسی ہمارے نبی کی زندگی ہے' جیسی زندگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے' ویسی زندگی حق تعالیٰ کو مطلوب اور پسند ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کی مرضی یہ ہے کہ سب لوگ اسی طریقہ پر چلیں' تو جتنے لوگ اور جس قدر لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلیں گے' اسی قدر وہ حق تعالیٰ کے محبوب بنتے چلے جائیں گے' یہ اصل معیار ہے' اس معیار پر جو چلے گا وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا چلا جائے گا' اور یہ قرب ایسا نہیں جو آنکھوں سے نظر آتا ہو' کانوں سے سنائی دیتا ہو' زبان سے چکھنے کے قابل ہو بلکہ اس قرب کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ: ''نحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔'' حق تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اس کی ایسی ذات عالی ہے کہ اس کے قرب کو اس دنیا میں کسی چیز کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جاسکتی' جس طرح اس کی ذات وراء الوراء ہے' اس کا بھی کوئی ادراک نہیں کرسکتا' اور کسی چیز کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتا' اس کی قربت کا جو راستہ ہے' وہ یہی ہے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل ومکمل اتباع) چاہے آنکھوں سے کچھ نظر آئے یا نہ آئے۔

بعضے اولیاء اللہ کی بڑی کرامتیں ہوتی ہیں۔ ان کو ظاہری آنکھوں سے بھی بہت کچھ نظر آتا ہے' جیتے جاگتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے ہیں' بیداری کی حالت میں زیارت کرتے

**مرتبہ: مولانا مفتی محمد فاروق**

ہیں۔ فیض الباری میں لکھا ہے کہ: جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ مرتبہ بیداری کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی' لیکن یہ زیارت ایسی ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی صحابی نہیں بنتا' ایسی زیارت کرنے والا صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی میں درس دے رہے تھے' اس میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ آگیا۔ حضرت مولانا نے اس کو ثابت فرمایا۔ طلبہ نے اشکال کیا' آپ نے اس کا جواب مرحمت فرمایا۔ طلبہ نے پھر اشکال کیا' آپ نے پھر جواب دیا' طلبہ نے پھر اشکال کیا' آپ نے پھر جواب دیا' پھر یکدم اس طرف دیکھا' یعنی روضۂ اقدس کی طرف' طلبہ نے بھی دیکھا' دیکھا تو وہاں روضۂ اقدس نہیں ہے' عمارت نہیں ہے' جگہ صاف ستھری ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف فرما ہیں۔ سب نے دیکھا' اچھا بھئی! اشکال کرتے ہو' اس پر کیا اشکال کرو گے؟ اس کے بعد اپنی کتاب کی طرف متوجہ ہوئے' طلبہ بھی متوجہ ہوئے' پھر طالب علم نے دیکھا تو روضۂ اقدس علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عمارت موجود ہے۔

تو اس قسم کی چیزیں حق تعالیٰ اپنے بندوں کو دکھلاتے ہیں' سنا دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ نے بہت جگہ خطوط لکھے' اور ان خطوط کے ذریعہ بہت سے علماء سے دریافت کیا کہ ایک بات بتائیے کہ: ایک شخص وہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں کرتا ہے' ایک وہ شخص ہے جو بیداری میں زیارت کرتا ہے' ان دونوں میں سے کون سی زیارت قوی ہے؟ اپنے ذوق کے مطابق سب نے جوابات دیئے' میں (حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ) حاضر ہوا تو مجھ سے بھی دریافت فرمایا' میں نے عرض کیا: حضرت! خواب کی زیارت قوی ہے بہ نسبت بیداری کے' فرمایا: کیوں؟ میں نے کہا: اس کی ذمہ داری لی گئی ہے۔

"ان الشیطان لا یتمثل بی من رانی فقد رانی" یہ ذمہ داری لی گئی ہے' ضمانت ہے کہ جس نے خواب میں دیکھا اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' اس پر فرمایا: کیا بیداری کی حالت میں شیطان کو قدرت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بنالینے کی؟ میں نے کہا کہ: شیطان کو تو اس پر قدرت نہیں' البتہ قوت متخیلہ ایک صورت گھڑ سکتی ہے' یہ احتمال باقی رہ جاتا ہے' اور خواب میں اس احتمال کو قطع کر دیا گیا ہے۔

بات یہ ہے کہ خواب میں جس نے دیکھا وہ تو خواب کی رو سے صحیح ہے اور یہاں قوت متخیلہ ایک صورت بنا سکتی ہے' ایسے ہی قوت واہمہ صورت گھڑ سکتی ہے اور گھڑ لیتی ہے' جنگل میں جاتے ہوئے کتنی صورتیں نظر آجاتی ہیں اور دور سے جانے کیا کیا نظر آجاتا ہے؟ اس لئے یہاں اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ نظر آئے یا نہ آئے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص قرب حاصل ہو رہا ہے' اور ہمارا ایمان تو قرآن پاک پر ہے' اپنی آنکھوں پر تھوڑا ہی ہے' اپنی آنکھوں کے حوالہ کر دیا جائے تو کچھ بھی حاصل نہ ہوا اور ہم نے دیکھا ہی کیا ہے؟ جنت دیکھی؟ دوزخ دیکھی؟ عرش دیکھا؟ کرسی دیکھی؟ لوح دیکھی؟ حوض کوثر دیکھا؟ کچھ بھی تو نہیں دیکھا۔ قبر میں جو روشنی کر دی جاتی ہے' جنت کا راستہ' دروازہ کھول دیا جاتا ہے' یہ دیکھا ہے؟ نہیں دیکھا۔ ہم ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمادیا' اس پر ایمان لے آئے' آنکھوں سے دیکھ کر ایمان لانے کا تو ہم سے مطالبہ نہیں' جو چیزیں غیب ہیں' ان پر ایمان لانے کا مطالبہ ہے' اسی وجہ سے جب انسان کے انتقال کا وقت آجاتا ہے تو عالم آخرت کی چیزیں اس پر منکشف ہوجاتی ہیں' ملک الموت سامنے آجاتا ہے' اس وقت جو ایمان لاتے ہیں تو اس کا ایمان بھی مقبول نہیں ہوتا۔ غرغرہ کی حالت کا ایمان مقبول نہیں ہے' اس واسطے کہ ایمان بالغیب نہیں رہا' ایمان بالمشاہدہ ہوگیا' تو مرنے کے بعد جب وہاں وہ سب چیزیں سامنے آئیں گی' جن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے' تو ان کو دیکھ کر کہیں گے:" ابصرنا و سمعنا فارجعنا نعمل صالحاً انا موقنون" (ہم نے دیکھ لیا' سن لیا' اب ہمیں لوٹا دیجئے' دنیا میں جا کر پھر سے عمل کریں گے) ان کی یہ بات منظور نہیں ہوگی' کیونکہ یہاں تو ایمان بالغیب معتبر ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کا انتقال شیر خوارگی کے زمانہ میں سولہ' سترہ مہینہ کی عمر میں ہوا' ایک روز بچہ کی والدہ نے عرض کیا کہ دودھ جوش مار رہا ہے' دودھ پینے کی مدت پوری نہیں ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تمہارے دودھ کی ضرورت نہیں رہی' جنت میں اس کے لئے دودھ کا انتظام ہوگیا' تم چاہو تو تم کو اس کی صورت دکھلادوں؟ چاہو تو اس کی آواز سنوادوں؟ بچہ کی ماں نے جواب دیا کہ نہیں' مجھے صورت دیکھنے کی ضرورت نہیں' نہ آواز سننے کی ضرورت' آپؐ نے فرمادیا' بس وہی کافی ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے باوجود پھر بھی یقین کرنا دیکھنے پر موقوف رہا تو یہ ایمان بالغیب نہ رہتا۔ یہ روایت ابن ماجہ میں موجود ہے۔ اس واسطے یہاں ایمان بالغیب معتبر ہے۔ تو مؤمن کے ایمان کی اعلیٰ درجہ کی ترقی اور اس کی سعادت یہی ہے کہ اس کا ایمان مغیبات پر سب سے زیادہ ہو۔

اپنی آنکھوں کو جھٹلایا جاسکتا ہے اور جتنے تجربہ کار' دانشمند' ڈاکٹر ہوں' ان سب کی بات غلط ہوسکتی ہے' لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ سچ ہے' اس کے اندر کذب کا کوئی احتمال نہیں' اس چیز میں انسان جتنا پختہ ہوگا' اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا اس کو قرب نصیب ہوگا' اور اسی قدر وہ حق تعالیٰ کا محبوب ہوگا۔ (ماخوذ از مواعظ فقیہ الامت)

☆☆......☆☆

"اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:" جو تمہارے اوپر مصائب اور پریشانیاں آتی ہیں' سب تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے۔" اور فرماتا ہے:" و یعف عن کثیر" چونکہ اللہ تعالیٰ رحیم ہے' فرما رہا ہے کہ بہت سے گناہ تو معاف کر دیئے جاتے ہیں' اگر ہر گناہ پر پکڑ ہونے لگے تو معاملہ اور سخت ہوجائے گا۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قوم کی حالت نہیں بدل سکتی' جب تک کہ وہ خود بدلنے کی سعی وکوشش نہ کرے۔

حدیث پاک میں ہے کہ:" اس امت کی بیماری گناہ ہے' اور اس کا علاج توبہ و استغفار ہے۔" گناہوں کی کثرت کی وجہ سے مصائب کا سلسلہ جاری ہے' اس سے خلاصی نہیں ہو پارہی ہے۔"

(حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ)

# باطل کی شکست اور علمائے کرام کی ذمہ داریاں

## جانشین شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ العزیز، حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ کی ایک یادگار تقریر

مکہ کی ایک دولت مند خاتون نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ میرا مال لے جائیے، تجارت کیجئے، جو نفع ہو وہ آدھا آپ کا اور آدھا میرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ پیشکش قبول کرلی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی تیاری شروع کی تو ان خاتون نے اپنے ایک غلام میسرہ کو بھیجا کہ حضور! یہ میرا غلام ہے، آپ کے پاس بھیج رہی ہوں، آپ اس کو اپنے ساتھ رکھیں۔ آپ کا سامان رکھنا، کھولنا، کھانا پکانا، برتن دھونا اور دیگر تمام ضرورتوں میں یہ آپ کا مددگار ہوگا، آپ کو سفر میں سہولت ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی بات، آجاؤ! وہ ساتھ ہوگیا۔ اس وقت غلاموں کا جو حشر تھا، گالی سے کم تو کوئی بات نہیں کرتا تھا اور مارپیٹ، برا بھلا کہنا اور ذرا سی ناگواری ہوجائے تو قتل کردینا معمولی بات تھی، ایسے حالات میں کیا توقع تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اس کے ساتھ کیا ہوگا؟ وہ غلام یہی سمجھتا تھا کہ یہی مقدر میں ہے اور یہی کچھ ہوگا، لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ سفر میں شریک ہوا تو اس نے دیکھا کہ آپ اس کو کبھی نام لے کر نہیں بلاتے، کسی غلطی پر اسے مارتے نہیں، ڈانٹتے نہیں، اور جب کوئی کام اس سے کرواتے ہیں تو خود بھی اس میں شریک ہوتے ہیں، لکڑیاں چنتے ہیں، آگ جلاتے ہیں، سامان اتارتے ہیں، سواری میں اگر بیٹھتے ہیں تو اس کو بھی بٹھاتے ہیں، اس طریقے سے بالکل برابر کا معاملہ غلام کے ساتھ اس نے دیکھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کا وقت ہوتا، کھانا تیار ہوتا تو غلام کو بچا کھچا الگ نہیں دیتے، بلکہ اس کافر غلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ بٹھا کر اپنے برتن میں شریک کرکے کھانا کھلاتے، کافر غلام کو اپنے ساتھ شریک کرتے، اس نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو خود کھاتے ہیں، وہی اسے بھی کھلاتے ہیں اور کھانے کے بعد عادت شریفہ کے مطابق کسی درخت کے سائے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے تو تھوڑی دیر کے بعد سورج ڈھلتا تو سایہ اتر کر دھوپ آجانی چاہئے تھی، لیکن وہ درخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ نہیں آنے دیتا بلکہ اپنا رخ پلٹ دیتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ باقی رہتا، اس غلام نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو چلے جارہے ہیں، مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کہیں بادل نہیں ہے، لیکن بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اس رفتار سے بالکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کئے جارہا ہے، دھوپ نہیں آنے دیتا، اس نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے جارہے ہیں اور چٹانوں سے، سنگریزوں سے، پتھروں سے آواز آرہی ہے: السلام علیکم یا نبی اللہ! السلام علیکم یا رسول اللہ!

حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ

شام کی سرحد پر پہنچے، وہاں ایک راہب تھا، مستورہ اس کا نام تھا، وہ اس غلام کو ملا اور کہنے لگا کہ: دیکھو یہی تمہارے آقا ہیں جن کے ساتھ ساتھ تم سفر کررہے ہو، یہ اللہ کے آخری نبی ہوں گے، ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خبر دی ہے، وعدہ لیا ہے اور جو علامتیں بتائی ہیں، وہ سب ان میں پائی جاتی ہیں، یہ اللہ کے آخری نبی ہوں گے۔

اب شام میں داخل ہوئے، بزنس، کاروبار شروع ہوا، اس غلام نے دیکھا کہ ایک پیسے کی بھی گڑبڑ نہیں، دودھ الگ پانی الگ، کسی چیز میں ایک پیسے کی کمی زیادتی نہیں، حساب بالکل صاف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت کے لئے دودھ، میٹھا، آٹا، گھی، کوئی چیز خریدیں، تولی تو گئی دو دن کے لئے اور دس دن تک استعمال ہورہی ہے، ختم نہیں ہوتی، برکت ہی برکت۔ جس چیز میں ہاتھ ڈال دیں نفع ہی نفع، نہایت کامیاب خریدار آئے، چیز کو دیکھیں الٹ پلٹ کر، پسند کرے، قیمت پوچھے اور قیمت دے کر چیز لے جانا چاہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہاتھ پکڑلیں، تم نے جو چیز دیکھی اچھے طریقے سے اور پسند کی اور پیسے بھی دے دیئے ہیں، اس میں عیب ہے، تمہیں پتا نہیں چلا، پھر یہ دیکھو اب تمہارا جی

چاہے لوٹی جا ہے تو چھوڑ دو۔ تمام دنیا کے تاجروں کا یہ طریقہ ہے کہ چونی کمانے کے لئے اٹھنی کمانے کے لئے سو جھوٹ بولتے ہیں' قسمیں کھاتے ہیں' عیب کو ہنر بتاتے ہیں' بھلا بتاتے ہیں' کسی طرح وہ چیز بک جائے' پیسے مل جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ اپنے آپ دیکھ بھال کر ایک چیز پسند کی' پیسے دے کر لے جانا چاہتا ہے' کسی نے کچھ نہیں بتایا اور اس کے بعد اس کا ہاتھ روک کر اسے عیب کھول کھول کر بتلاتے ہیں' وہ حیرت میں پڑ جاتا ہے۔

سفر سے واپسی ہوئی' میسرہ نے اپنی آقا حضرت خدیجہؓ سے منہ بھر بھر کے تعریف کی' ایسے اخلاق' ایسے مجھے اپنے ساتھ کھلاتے تھے' جو خود کھاتے تھے' وہ مجھے بھی کھلاتے تھے' ایک برتن میں شریک کر کے اپنے ساتھ کھلاتے تھے اور کبھی نام نہیں لیتے تھے' کبھی برا نہیں کہتے تھے' کبھی ڈانٹتے نہیں تھے' غلطی پر بھائی کہہ کر پکارتے تھے' اور بادل کو اس طرح دیکھا اور درخت رخ پلٹ کر دھوپ نہ آنے دے' سنگریزوں کو سلام کرتے سنا: السلام علیکم یا نبی اللہ! السلام علیکم یا رسول اللہ! تمام معاملات میں صاف' ایک پیسے کا دغا نہیں' دودھ کا دودھ پانی کا پانی' اس طرح لوگوں کے ساتھ معاملات' نہایت برکت حیرت انگیز' جس چیز کو خرید لیں ختم نہ ہونے پائے' جس معاملہ میں ہاتھ ڈال دیں' برکت ہی برکت ظاہر ہو' یہ ساری باتیں سن کر حضرت خدیجہؓ کہنے لگیں کہ سچ کہا کہ دنیا میں ان جیسا آدمی نہیں' جب تم آرہے تھے دونوں تو میں اوپر بالا خانے میں تھی' کھڑکی سے میں نے دیکھا' دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر فرشتے سایہ کئے ہوئے ہیں' یقیناً اللہ نے ان کو ایسی ہی شان دی ہے' پچیس سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ان کے ساتھ ہوا' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خواہش ظاہر کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں چاہتی ہوں کہ آپ سے میری شادی ہو جائے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیسے ہوگا؟ انہوں نے کہا تم چچا سے کہو تمہارے چچا رشتہ لے کر آئیں' میں قبول کرلوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گئے ابوطالب کے پاس اور جا کر کہا کہ آپ میرا رشتہ حضرت خدیجہ سے کر دیں' انہوں نے کہا: بیٹا! ایسی مغرور' ایسی متکبرہ' دو مرتبہ بیوہ ہوئیں اور مکہ کا کوئی سردار ایسا نہیں جو اپنا رشتہ لے کر نہ گیا ہو اور اس نے ٹھوکر نہ ماردی ہو' تم یتیم اور غریب' میں جاؤں تو کیا ہوگا؟ ٹھوکر مار دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ جائیے' دیکھئے تو سہی' وہ تیار ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب میں طویل خطبہ پڑھا' وہ تو خود خواہش مند تھیں' انہوں نے فوراً قبول کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا نکاح پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے ہوا' جن کی عمر اس وقت چالیس سال تھی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ برس بڑی تھیں' دو دفعہ بیوہ ہو چکی تھیں' کئی بچوں کی ماں تھیں' ان سے پہلا نکاح ہوا' پھر ساری عمر کبھی کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہوا' وہ اپنا سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر قربان کر دیتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی تو زندگی' انتقال کے بعد' دوسری شادیاں ہونے کے بعد بھی کسی بیوی سے حضرت خدیجہؓ جیسا تعلق اور محبت نہیں ہوئی' حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد سمجھدار اور پیاری بیوی تھیں' مگر وہ یہ کہتی ہیں کہ مجھے کسی عورت پر رشک نہیں ہے' جتنا حضرت خدیجہؓ پر ہے' کاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو مقام خدیجہؓ کا تھا' وہ میرا ہو جائے۔ آخر وقت تک جب کبھی ان کا ذکر آتا تو ان کا خیر سے ذکر کرتے اور بھلائیوں سے اور کمالات سے ان کی تعریفیں فرماتے' ان کے لئے دعائیں کرتے' اگر کوئی عورت خدیجہؓ کی سہیلی ہمارے گھر آجاتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ یہ خدیجہؓ کی سہیلی ہیں' ان کا اعزاز کرو' ان کو بٹھاؤ' ان کو کھلاؤ' ان کو پلاؤ' خاطر تواضع کرو' وغیرہ وغیرہ۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جتنا غبطہ مجھے حضرت خدیجہؓ پر آیا' کسی عورت پر نہیں آیا' اتنا تعلق آخر وقت تک ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رہا اور وہ اتنی دولت مند' ایسی حیثیت کی عورت' جس نے مکہ کے ہر سردار کو ٹھوکر مار دی تھی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی درپیش ہوئی' مکہ والوں نے بائیکاٹ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ایک گھاٹی میں محصور ہو گئے' صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ جنگل کی گھاس کھاتے تھے' کوئی آدمی نہ بیچتا' نہ خریدتا تھا اور نہ معاملہ کرتا تھا' لیکن حضرت خدیجہؓ کا بائیکاٹ نہیں تھا' وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر نہیں گئیں اور نہ بائیکاٹ میں شریک ہوئیں۔

حضرت خدیجہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہیں' ابوطالب شریک رہے' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑا' پوری وفاداری سے ساری عمر ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ مقدر میں اسلام نہیں تھا اور اس دنیا سے اسلام سے محروم گئے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشش کی اور یہ کہا: '' یا عمی! اقل کلمہ '' اے چچا! ایک مرتبہ کلمہ کہہ دو اور مجھے قیامت کے دن شفاعت کرنے کا موقع دے دو' اللہ سے میں کہوں گا کہ میں گواہ ہوں' میرے سامنے یہ کہا ہے اور کسی طرح آپ کو نجات مل جائے' وہ تیار ہوئے' ابوجہل نے کہا کہ ناک

کٹ جائے گی‘ ہمارے باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دیں گے اور ہمارا کیا حشر ہوگا؟ عورتیں طعنہ دیں گی‘ ایسا ہوگا ویسا ہوگا‘ کلمہ نہیں پڑھ سکا‘ جب انہوں نے جواب دے دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر آ گئے‘ تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ (ابو طالب کے بیٹے) آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ”ان عمک الضال قد مات“ آپ کا گمراہ چچا مر گیا‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کروں؟ جاؤ اسے کسی گڑھے میں ڈال دو‘ تو مقدر میں نہیں تھا‘ ایمان نہیں لا سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت‘ معاملات‘ صبر اور اخلاق حسنہ سب کے ساتھ تھے‘ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم تھے تو مظلوم آدمی دب کر سب کے ساتھ اچھے اخلاق برتتا ہی ہے‘ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی‘ دو سال تک مدینے کے لوگ آتے رہے حج کے زمانے میں‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لاتے رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت ہوتے رہے اور عرض کرتے رہے کہ آپ پر بڑا ظلم ہو رہا ہے‘ ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں‘ ہم لوگ سن سن کر پریشان ہیں‘ مدینہ منورہ موجود ہے‘ آ جایئے‘ ہم لوگ جان دے دیں گے‘ کوئی آپ کو گزند نہیں پہنچائے گا‘ آپ آ جایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! مصیبتوں سے گھبرا کر آرام اور آسائش کے لئے مکہ چھوڑ دوں‘ یہ نہیں کروں گا‘ اللہ سب جانتا ہے‘ جو کچھ ہو رہا ہے‘ جب اللہ کہے گا کہ جاؤ تو جاؤں گا اور اللہ نہیں کہتا تو میں مکہ چھوڑ کر مدینہ نہیں جاؤں گا۔ تشریف نہیں لے گئے‘ دوسرے سال اور حضرات آئے‘ سات آٹھ آدمی‘ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان لائے اور بیعت ہوئے اور پھر عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں‘ میں اپنی آسانی کے لئے (مکہ) چھوڑ کر چلا جاؤں‘ یہ نہیں کروں گا۔ اللہ خوب جانتا ہے‘ اس کو اختیار ہے‘ جب کہے گا تب جاؤں گا‘ مکہ والوں نے تنگ ہو کر‘ جب ہر تدبیر بیکار ہو گئی اور ایمان کا ایک ماننے والا بھی کسی قیمت پر اسلام چھوڑنے پر تیار نہیں ہوا‘ آج تو مسلمان اپنے حیثیت اتنی بگاڑ چکے ہیں کہ چند ٹکوں میں قادیانی ہو جائیں‘ چند روپے میں کافر‘ مرتد‘ کرچن ہو جائیں‘ جو چاہو بنالو‘ ایمان کی کچھ حیثیت ہی نہیں‘ آخرت پر یقین نہیں ہے‘ اس کی فکر نہیں ہے‘ بس ہائے پیسہ ہائے پیسہ‘ خدا کے بجائے پیسہ‘ ہر بے ایمانی‘ ہر چار سو بیس پیسے کے لئے کرنے پر تیار ہے‘ رات دن جس گلی میں جاؤ‘ ایمانداری کا کوئی نام نہیں اور بے ایمانی عام ہے‘ تو بھائیو! ایسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

HB ®
TRUSTABLE MARK
Hameed ®
BROS
JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

فرمایا: نہیں' میں نہیں جاتا۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کا ایک پاؤں ایک اونٹ میں' دوسرا دوسرے اونٹ میں باندھ دیا' اس اونٹ کو ادھر دوڑایا اور اُس اونٹ کو اُدھر دوڑایا' ان کے جسم کے دو ٹکڑے ہوگئے' آخری سانس تک احد' احد' اللہ ایک ہے' اللہ ایک ہے' اللہ ایک ہے' زبان پر جاری رہا' کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں' اس حال میں جان دے دی' تو یہ حال تھا اسلام کا اور مظلومیت کا' ظلم برداشت کرتے رہے' اور آج کل لوگوں کا یہ حال ہے' دنیا کا اس قدر غلبہ ہے' بنگلہ دیش' مشرقی بنگال' پاکستان بنا' مردم شماری جو ہوئی تو عیسائیوں کی تعداد چھ ہزار سے پچاس لاکھ ہو چکی تھی' پینتیس سال کے اندر آٹھ دس جماعتیں اسلام کو ختم کرنے کے لئے بن چکی ہیں اور بنگلہ دیش کے قلب ڈھاکہ میں بہت بڑا کالج ہے کرسچوں کا اور اسی طرح پورے بنگال میں دو' دو میل' تین' تین میل پر کالج' یونیورسٹیاں' احاطہ' مکانات اور چرچ وغیرہ قائم ہیں' وہاں عیسائیت کے لئے کام کرنے والی سب سے بڑی تنظیم این جی اوز ہیں' وہ یہاں بھی ہیں' آپ کے یہاں (پاکستان میں) این جی اوز کے بائیس ہزار اسکول ہیں جو سلو پوائزن کے ذریعے مسلمان بچوں کو کرسچن بنا رہے ہیں' اور نوے ہزار عورتیں ہیں جوان این جی اوز کی نوکر ہیں' وہ اسلام کو ایک ایک گھر سے ختم کر رہی ہیں' وہ عیسائیت کے لئے رات دن کام کر رہی ہیں' اس طریقہ سے' پیسہ سے' ہسپتالوں میں' بڑا شور ہے کہ تعلیم دیتے ہیں اور علاج کرتے ہیں اور یہ سب فری (مفت) ہوتا ہے۔

بنگلہ دیش میں یہ ہوتا ہے کہ عورتیں اور مرد بے چارے ان پڑھ قسم کے جاتے ہیں اور وہ جا کر اپنے آپ کو دکھاتے ہیں' تو عیسائی ڈاکٹر ان کو دکھ کر یہ کہتا ہے کہ دیکھو دوا لے جاؤ' اُلٹی دوا دیتا ہے وہ' اور کہتا ہے کہ سات بار بسم اللہ پڑھنا اور اللہ سے دعا مانگنا کہ اے اللہ شفا دے' اور یہ کرنا اور وہ کرنا' سب سکھائی پڑھائی باتیں' اور وہ اُلٹی دوا دیتا ہے' دو تین دن کے بعد مریض پھر آتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بیماری بڑھ گئی' یہ ہوا وہ ہوا' تو ڈاکٹر کہتا ہے کہ تو نے بسم اللہ نہیں پڑھی ہوگی؟ دعا نہیں مانگی ہوگی؟ یہ بھی کیا' یہ بھی کیا' پھر بھی اللہ نے شفا نہیں دی۔ پھر کہتا ہے اچھا لاؤ دوسری دوائی دیتا ہوں اور دیکھو تین مرتبہ یہ دعا مانگو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے' کھانے سے پہلے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ کہو کہ اے عیسیٰ! ہمیں صحت دینا' اب ٹھیک دوا دی ہے اور اس ان پڑھ جاہل نے وہ دعا مانگ لی اور دوا کھالی۔ اس سے فائدہ ہوگیا' وہ دوا تھی ہی ٹھیک' اسی طرح وہ ایسے سلو پوائزن ہر ہسپتال میں' ہر اسکول میں دے رہے ہیں' ڈھاکہ میں ایک بڑا افسر ہفتہ وار چھٹی پر گھر آیا' بچہ اس کا انگلش میڈیم کرسچن اسکول میں پڑھتا تھا' وہ بھی چھٹی کے دن گھر آیا' باپ بیٹھا ہوا تھا' باپ کے منہ سے نکلا: ایک اللہ ہی سب کچھ کرتا ہے' بیٹے نے فوراً لقمہ دیا' اسے ٹوکا: ''خدا تو تین ہیں' ایک نہیں' تم نے کیسے کہہ دیا کہ ایک اللہ ہے''۔

ماں باپ کو پتا ہی نہیں چلتا' وہ کبھی اس کی فکر نہیں کرتے اور اس طرح سلو پوائزن کے ذریعہ ہر لڑکے' لڑکی کا مزاج مرتد اور عیسائیت میں رنگا ہوا بنایا جا رہا ہے' اور یہی مقصد ہے ان این جی اوز کی کوششوں کا' کہ عیسائی نہ صحیح' چلو اور تو تمام اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہیں' شرابی ہوں' جواری ہوں' زانی ہوں' ناجائز تعلقات ہوں اور اسلام سے متنفر ہوں' اس طرح کی نسل ہر جگہ بن رہی ہے' آپ کے ہاں بھی این جی اوز کام کر رہی ہیں' دیہاتوں میں جوان لڑکیوں کو لے جاتے ہیں اور وہ نوجوان جو دین' اسلام' نماز' روزہ' حرام' حلال' آخرت اور دنیا کچھ نہیں جانتے' ان نوجوانوں کو وہ لڑکیاں' جو آپ کے ہاں بہت سے گانے ہیں' ناچ ہیں' پنجابی کی مختلف زبانوں کے' وہ کرتی ہیں اور سناتی ہیں' اور وہ نوجوان جو بالکل بے خبر ہیں' پاگل ہیں' وہ ان کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں' اور خیمے لگے ہوئے ہوتے ہیں' ان میں رات گزارتے ہیں' زنا اور شراب ہوتی ہے' اور اس طرح عیسائیت پھیلائی جاتی ہے۔

مسلمانوں کی نسل کو بالکل پتا نہیں' ہماری بدقسمتی ہے کہ یہاں علمائے کرام عیش کے عادی ہیں' علماء کو چاہئے کہ وہ باسی روٹی' سوکھی روٹی کھا کر پیدل چل کر دین کے لئے مصیبت اٹھائیں' پاکستان کے علماء اس کے لئے تیار نہیں ہیں' کوئی فکر نہیں' نماز نہیں' جماعت نہیں' مسجد نہیں' دینداری نہیں' علم نہیں اور اس طریقے سے لوگ مرتد ہو رہے ہیں۔ علماء اپنی نزاکت' مخملی فرش سے نیچے اتر جائیں اور مسجد میں نماز' جماعت اور دین سکھائیں' اس کے لئے تیار نہیں ہیں' معاف کیجئے گا بڑی بڑی تنخواہیں دس دس ہزار روپے کی مدرسے میں ملیں تو مدرسے میں پڑھائیں گے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ آخری وقت تک پانچ سو روپے تنخواہ لیتے تھے' جبکہ اخراجات تو ہزاروں کے تھے' حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تنخواہ شوریٰ نے بڑھانی چاہی' پچاس روپے سے کچھ زیادہ کرنی چاہی' حضرت شیخ الہندؒ نے کہا: نہیں بھائی مجھ سے تو یہ پچاس روپے کا حساب بھی نہیں دیا جائے گا' میں تنخواہ بڑھوا کر کیا کروں گا؟ مجھے نہیں چاہئے' بس

بھی بہت ہے۔ آپ جو یہ ’’دیوبند‘ دیوبند‘‘ پکار رہے ہیں‘ کیا یہ ٹیلیویژن سے ہوا ہے‘ ویڈیو سے ہوا ہے‘ خون پسینہ اللہ کے لئے ایک کیا ہے‘ تب ہوا ہے۔ کوئی آدمی پیدا ہوتا ہے ٹیلیویژن سے اور اے سی سے؟ اللہ کے راستے میں سب کچھ قربان کردیں‘ پھر اللہ مدد کرتا ہے اور سب کچھ کرتا ہے‘ آج تم دیوبند کی نقل کے نعرے لگاتے ہو اور کہیں دیوبند نہیں‘ ان اکابر کا کوئی نمونہ نہیں‘ کوئی خون پسینہ ایک نہیں کرتا‘ کوئی دیہات میں دھکے نہیں کھاتا‘ کوئی فاقہ نہیں جھیلتا‘ کوئی اسلام کی فکر نہیں کرتا‘ ایک نسل مرتد ہورہی ہے اور تیاریاں ہورہی ہیں کہ کئی کئی ضلعوں کو عیسائی ریاست آپ کے پنجاب میں بنالیں‘ سازشیں ہورہی ہیں اور آپ کو فرصت نہیں اے سی سے نکلنے کی‘ گرمی میں کہاں نکلیں گے آپ‘ اور آپ کو کوئی فکر نہیں کہ مسجد ہے‘ نہیں ہے‘ چھپر کی ہو‘ کوئی امام ہو‘ کوئی موذن ہو‘ اسے سمجھائیں‘ جماعت کے بارے میں‘ ایمان کے بارے میں‘ اس کی فکر کریں‘ کوئی توجہ نہیں‘ کوئی کام نہیں‘ یہ اللہ کے ہاں گرفتار ہوں گے‘ پکڑے جائیں گے‘ چھوٹ نہیں سکتے‘ صرف تنخواہ لے کر مدرسوں میں پڑھاؤ‘ یہ کام بھی بہت ضروری ہے‘ لیکن اتنا ہی کافی نہیں۔ اسلام رہے گا تو مدرسے رہیں گے‘ اسلام ہی مٹ جائے گا خدانخواستہ‘ تو مدرسے کہاں سے آئیں گے؟ کون طالب علم ہوگا؟ کس کو پڑھاؤ گے؟ اس لئے پہلے دین کی خدمت کرو‘ اس کے لئے محنت کرو‘ قربانیاں دو۔

بنگال میں ایک شخص جاتا تھا چرچ میں‘ جو وہ کہلوانا چاہتے تھے کہہ دیا کرتا تھا اور پیسے کچھ لے لیا کرتا تھا‘ پھر گاؤں میں آکر اللہ کے آگے روتا پیٹتا تھا‘ استغفار و توبہ کرتا تھا: ’’اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں سچا ایماندار ہوں‘ پیسے کی مجبوری ہے‘ غربت ہے‘ کیا کروں؟ کلمہ کفر کہنا پڑتا ہے‘ وغیرہ وغیرہ‘‘ اس کی کسی نے اطلاع عیسائی مشنری والوں کو دے دی کہ جب یہ گاؤں جاتا ہے تو استغفار و توبہ‘ رونا پیٹنا کرتا ہے‘ تو اس کے بعد جب یہ گیا تو اس کو پادری نے کہا کہ تم سچے عیسائی نہیں ہو اور تم جھوٹ بولتے ہو‘ ہم تمہاری کوئی مدد نہیں کریں گے‘ چلے جاؤ‘ اب یہ گھر والوں کو مصیبت میں چھوڑ کر آیا تھا کہ پیسے لاؤں گا تو کھانا ہوگا‘ یہ ہوگا وہ ہوگا‘ اب کہاں جائے‘ پریشان ہوگیا‘ تو اس نے خوشامد کی اور یہ کہا کہ بھئی جو کہو میں کہہ دوں گا‘ انہوں نے کہا کہ نہیں تم ایسے نہیں ہو‘ جب زیادہ کہا تو کہنے لگے کہ جو ہم کہیں وہ کرنا پڑے گا‘ قرآن زمین پر رکھا اور اس شخص کو قرآن پر کھڑا کیا اور یہ کہا کہ کہو میں گواہی دیتا ہوں کہ قرآن جھوٹا اور بائبل سچی ہے۔ یہ جو آج میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں کرسچن لوگوں کی‘ یہ ہے ان کی حقیقت۔

آج ان کے ساتھ منافقت برتو اور ان کے ساتھ صحیح معاملہ نہ کرو‘ اور اسلام کو غارت تم کرواؤ تو بوسنیا بنے گا‘ کوسوو بنے گا‘ تمہارا پاکستان انڈونیشیا بنے گا‘ اور تم چین سے نہیں رہو گے‘ اور تمہارے ہی میں سے تیار کئے ہوئے لوگ تمہارے پیٹ میں چھرا ماریں گے‘ انڈونیشیا کے مسلمانوں کا گوشت کباب بنا بنا کر پکایا گیا ہے۔ دنیا میں دیکھو تو کہ کیا ہورہا ہے؟ اسلام کی فکر نہیں اور نسلوں کی نسلیں مرتد ہورہی ہیں‘ عیسائی ہورہے ہیں‘ یہودی ہورہے ہیں‘ قادیانی ہورہے ہیں‘ اور کوئی توجہ نہیں۔

میں نہیں کہتا کہ جھگڑا کرو‘ لیکن کم سے کم ان کو دین کی تعلیم تو دو‘ سمجھاؤ تو سہی‘ نماز باجماعت کا پابند کرو‘ انہیں حرام و حلال کا تو پتا ہو‘ کوئی نظام بناؤ‘ کوئی تنظیم بناؤ اور زکوٰۃ‘ صدقات‘ خیرات دنیا بھر کے مصارف میں خرچ کرتے ہو‘ اسلام کے لئے بھی خرچ کرو‘ ان غریبوں کو تم زکوٰۃ نہیں دو گے تو یہ کرسچنوں کے پاس ہی جائیں گے‘ اور اگر ان کی صدقات و خیرات سے مدد کرو گے‘ بیواؤں کا‘ یتیموں کا‘ غریبوں کا ہاتھ بٹاؤ گے تو پھر یہ تمہاری بات سنیں گے‘ تمہاری بات میں اثر ہوگا۔

بنگلہ دیش میں علماء دیکھ کر آئے ہیں کہ کچھ کام ہورہا ہے تو تقریباً چالیس‘ پچاس لاکھ روپے سالانہ سے یہ کام شروع ہوا ہے‘ اور دنیا بھر سے زکوٰۃ صدقات جمع کرکے ان غریبوں کو دے رہے ہیں اور ان کو اسلام پر پختہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں‘ وہ خود معمولی مدد کرنے پر کہتے ہیں کہ مسلمان اگر ہمیں دیکھیں‘ ہماری کچھ خبر لیں تو ہم کافروں کے پاس کیوں جائیں؟

تو اس لئے بھائیو! سوچو‘ واقعات تو بہت ہیں‘ میں تفصیل میں نہیں جاتا‘ لیکن آج دنیا سے اسلام کو مٹانے کے لئے اسرائیل اور تمام عیسائی ملک کروڑوں ڈالر خرچ کرکے لگے ہوئے ہیں‘ تو اللہ کے بندو! دیندار علماء ہفتہ میں ایک دن صرف نکال لو اور کسی ایک گاؤں میں‘ دو چار اس میں ہر ضلع کے لوگ اور مدرسے کے لوگ جائیں اور جاکر پہلی بات یہ کہ نماز اور جماعت‘ اور ہر گاؤں میں یہ کام ہو‘ تاکہ نماز اور جماعت ہو پانچوں وقت اور بچوں کو دین کی تعلیم ہوسکے‘ اور یہ نگرانی ہو کہ کوئی اسلام دشمن عورت یا مرد اس گاؤں میں نہ آنے پائے‘ اس کی فکر کرنی چاہئے‘ کم از کم اتنا تو کرنا چاہئے‘ لیکن وہ مدرسے والے بدقسمتی سے اے سی‘ کولر اور جناب کیا کہوں؟ کیسے ان کو مصیبت اٹھانے‘ قربانی دینے کی توفیق ہو؟ وہ عیش و آرام

میں زندگی گزار رہے ہیں اور اسلام کا بوریا بستر بندھ رہا ہے' آپ کو یہ تکبر ہے کہ ہمارا ملک پاکستان ہے' حالانکہ اندر سے کھوکھلا ہوگیا ہے۔ ضلعوں کے ضلعے ارتداد کا شکار ہیں اور قسم قسم کی تحریکات چل رہی ہیں۔ کوئی گمراہی ایسی نہیں جو آپ کے ملک میں برآمد نہ ہوتی ہو' آپ کچھ توجہ کیجئے۔ مسلمانوں کو سیدھے راستے پر لائیے' بچائیے۔ اللہ نے آپ کو کاریں بھی دی ہیں' پیسہ بھی دیا ہے' زکوۃ بھی نکالتے ہیں' مدرسوں میں بھی خرچ کیجئے' لیکن غریبوں کی طرف بھی توجہ کیجئے' تو بھائیو! اس طرف توجہ کرو اور اللہ کے راستے پر چلو۔

ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے ملک میں' شہروں میں فتنہ ہے اہل قرآن کا' قرآن کے مقابلہ میں یہودیوں اور قادیانیوں کی جھوٹی کتابیں لکھی اور پڑھی جاری ہیں' قرآن نے اس کو حرام کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام کیا ہے' اس کے باوجود اس کو دلیل بتایا جاتا ہے جھوٹی کہانیوں کو' اسرائیلیات کو' اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متہم کیا جاتا ہے' اور ایمان خراب کیا جاتا ہے' یہ لوگ اہل قرآن نہیں' حقیقت میں وہ جھوٹے ہیں' قرآن کو نہیں مانتے' قرآن میں اللہ نے اللہ کی اطاعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دونوں کا حکم دے کر دونوں کو فرض کیا ہے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا انکار' حدیثوں کا انکار کرتے ہیں تو قرآن کی مخالفت کرتے ہیں' تو وہ اہل قرآن نہیں ہیں' وہ جھوٹے ہیں' دھوکا دیتے ہیں' اپنے آپ کو بھی' اور جہنم میں جانے کی تیاری کر رہے ہیں' اور یہودیوں کی اور قادیانیوں کی کتابیں پڑھتے ہیں' ان کو اللہ نے صحابہ کرام کی مخالفت کی لعنت میں گرفتار کرلیا ہے' تو بہرحال ایمان کی فکر کرو اور گمراہیوں سے بچو۔

ہمارے ہندوستان میں کچھ نوجوان اسی طرح کے بکے ہوئے ہیں' ایک نوجوان باہر سے پانچ کروڑ روپیہ اسی تحریک کے لئے لے کر آرہا تھا' تو مسلمان کا ایمان کوئی چیز نہیں' جب چاہو خرید لو اور چاہے قادیانی بنالو' جب چاہو خرید لو اور عیسائی بنالو' جب چاہو خرید لو اور اہل قرآن بنالو' تمام گمراہیاں مسلمان قبول کرنے کو تیار ہیں' بدقسمتی سے ایسا ہوگیا ہے کہ ایمان سے بیر (دشمنی) ہے اور پیسہ خدا بن گیا ہے۔ ان چیزوں سے بچنا چاہئے اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنی چاہئے' اور گمراہی اور جہنم سے پناہ مانگنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور شر و فتن سے بچائے' اور صحیح راستے پر چلائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

مساجد کے لئے
خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
لیر کارپٹ
ٹمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

# خالقِ کائنات کی نگاہ میں بڑا جرم

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

"و لا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها"

ترجمہ: "اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو۔" (سورۂ اعراف: ۸۵)

خدا کے پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا (اور حقیقت میں انہوں نے سارے پیغمبروں اور پیغام ربانی کی ترجمانی کی) کہ دیکھو میری قوم کے لوگو! اللہ کی زمین میں اصلاح کے بعد خرابی اور فساد نہ پھیلاؤ' ان کے یہ الفاظ کتنے سادہ' لیکن کتنے معنی خیز' کتنے عمیق اور درد میں ڈوبے ہوئے ہیں؟ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ بھائیو! فساد نہ مچاؤ' انتشار انگیزی نہ کرو' بدنظمی نہ پھیلاؤ' لیکن حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: "و لا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها"۔

جب خدا کی زمین' اس کے کسی ملک میں معاشرہ اور تمدن اور حیات انسانی کی چولیں بٹھانے' اس کو اپنی جگہ پر لانے' انسانوں کا رشتہ اپنے مالک سے استوار کرنے' بنی نوع انسان کے درمیان تعلقات کو درست کرنے' دوسروں کے حقوق اور اپنے فرائض کو تسلیم اور قبول کرنے' انسانی جان و مال کے احترام اور خود معاملگی کا درس دیا گیا ہو' اور اللہ کے بندوں نے بڑی تعداد میں اور بعض اوقات پورے پورے ملک اور پوری پوری قوم نے کسی خطۂ ارضی میں اس کو قبول کر لیا ہو' تو خدارا اس کے بعد ان کوششوں پر پانی نہ پھیرو' اس نخلِ اصلاح کو خون پسینہ سے سینچا گیا' اس کی خاطر اپنے خاندانوں اور عزت و ناموس کی بازی لگادی گئی' دنیا کے تمام مفادات سے آنکھیں بند کر لی گئیں' ایک ہی حقیقت کو یاد کیا گیا کہ زمین پر آدمیوں کو آدمیوں کی طرح اور خدا کے بندوں کی طرح رہنا سکھایا جائے' جس طرح کہ تسبیح کے دانوں کو تسبیح میں یا ہار کے موتیوں کو ہار میں گوندھ دیا جاتا ہے' اسی طرح نسل انسانی کے افراد کو اخوت انسانی کے دھاگے میں پرو دیا گیا ہے: "کلکم من آدم' و آدم من تراب" (اے انسانو! تم سب آدمؑ کی اولاد ہو' اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے) خدا کے لئے اس دھاگے کو نہ توڑو' ورنہ یہ دانے بکھر جائیں گے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے اس مقولہ میں بڑا درد' اور دل کی تڑپ نظر آتی ہے' خدا کے پیغمبروں نے صدیوں کے عمل میں انسان کو انسانیت کا سبق پڑھایا اور انسان بن کر رہنا سکھایا' انہوں نے کہا کہ تمہاری یہ تعریف نہیں کہ مچھلیوں کی طرح پانی میں تیرو' چڑیوں کی طرح ہوا میں اڑو' شیر کی طرح دھاڑو' اور بھیڑیے کی طرح پھاڑو' تمہاری تعریف یہ ہے کہ خدا کے بندوں کی طرح خدا کی زمین پر چلو' زمین خدا کی' تم خدا کے' پھر سرکشی کہاں سے آئی؟

انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ "زمین کے درست ہوجانے کے بعد اس میں بگاڑ نہ پیدا کرو"۔ "اصلاح" لفظ متعدی ہے۔ اصلاح کے لئے ایک مصلح چاہئے' دعوت چاہئے' جدوجہد چاہئے' توفیق الٰہی چاہئے' اس لفظ میں سب چیزیں آگئیں' نبوت کی تاریخ آگئی' جب خدا کے پیغمبروں اور انسانیت کے چارہ سازوں نے اپنی مبارک کوششوں سے اس خطۂ ارض کو جنت کا نمونہ بنادیا' یہاں انسان' انسان پر جان دینے کے لئے تیار ہوگئے' رہزن پاسبان اور درندے نگہبان بن گئے' ایثار و قربانی کے ایسے نمونے دنیا کے سامنے آئے کہ اگر تاریخ کی معتبر شہادت' اور شہرت و تواتر نہ ہوتو ان کا یقین کرنا ممکن نہیں تھا۔ مثلاً عہد خلافت راشدہ میں ایک جنگ کے موقع پر ایک زخمی مسلمان کا جو جاں کنی میں مبتلا تھا' اور اس کا بھائی اس کو پانی کی چھاگل پیش کر رہا تھا' دوسرے زخمی مسلمان کی طرف اشارہ کرنا کہ پہلے اس کو پانی پلاؤ اور ہاتھ منہ دھوؤ' اس دوسرے زخمی کا تیسرے کی طرف اشارہ کرنا اور اس سلسلہ کا اسی طرح جاری رہنا' یہاں تک کہ باری باری سب نے جان دے دی اور پانی اسی طرح رکھا رہا۔ (کتاب تاریخ و مغازی)

خدا کی نگاہ میں بڑا جرم' اور خدا کے پیغمبروں اور مصلحین کی نگاہ میں بڑا ظلم یہ ہے کہ کسی معاشرہ کو'

جس کے ہر فرد کی قسمت دوسرے فرد سے وابستہ ہے‘ اپنے ذاتی مفاد اور کوتاہ نظری کی بنا پر زیر و زبر کر دیا جائے۔ اگر کوئی خرابی کسی معاشرہ (سوسائٹی) یا ملک میں پیدا ہو اور آدمی یہ سمجھے کہ ہماری بلا سے‘ ہمارا کیا بگڑتا ہے‘ فلاں محلّہ میں‘ فلاں برادری میں‘ شہر کے فلاں حصے میں‘ ملک کی ایک ریاست میں اگر آدمی‘ آدمی کو مار رہا ہے‘ لوگوں کے گھر جلائے جا رہے ہیں‘ اکا دکا مسافر کو چھرا گھونپا جا رہا ہے‘ تو کیا حرج ہے؟ ہمارے محدود حلقہ میں تو کوئی بات نہیں‘ اس صورت حال اور اس طرز فکر کا جو نتیجہ ہوگا‘ اس کی مثال مجھے اصلاحی ادب ہی میں نہیں بلکہ ادبیات انسانی میں اس سے بہتر نہیں ملی‘ جو ایک صحیح حدیث میں دی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کشتی پر مسافر سوار ہیں‘ اس میں دو طبقے ہیں‘ ایک بالائی‘ ایک زیریں (یہ بھی اعجاز نبویؐ ہے‘ جہاں تک مجھے معلوم ہے‘ اس وقت کشتی رانی کے فن نے اتنی ترقی نہیں کی تھی کہ اس میں فرسٹ کلاس اور ڈیک کلاس ہوں اور اگر یہ ترقی ہو چکی ہوتی تو کم سے کم جزیرۃ العرب‘ جس میں دریا نہ ہونے کے برابر ہیں اور حجاز کا خطہ اس سے اور بھی نا آشنا تھا) کچھ مسافر اوپر کے طبقہ میں ہیں‘ جن کو ہم بالا نشین کہہ سکتے ہیں‘ کچھ حصہ زیریں کے لوگ ہیں جو عام طور پر غریب غرباء ہوتے ہیں‘ میٹھے پانی کا انتظام اوپر کیا گیا ہے‘ اپر کلاس والوں کی رعایت بھی ذرا زیادہ کی جاتی ہے‘ نیچے والے مجبور ہیں کہ پانی لینے کے لئے اوپر جائیں‘ وہاں سے پانی لے کر آتے ہیں۔ پانی کی فطرت ہے کہ اچھلتا ہے‘ پھر کشتی خود ایک متحرک چیز ہے ڈانواں ڈول ہو جاتی ہے لوگوں کی ہزار احتیاطوں کے باوجود پانی چھلکتا ہے‘ پانی پہنچاتا نہیں کہ یہ فلاں امیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں‘ یہ فلاں نواب صاحب کے کپڑے بھیگے ہوئے ہیں‘ ایک مرتبہ ہوا‘ دو مرتبہ ہوا‘ چار مرتبہ ہوا‘ آخر میں اپر کلاس کے ان مسافروں سے برداشت نہیں ہو سکا اور انہوں نے کہا کہ صاحب! یہ تماشا ہم نہیں دیکھ سکتے‘ پانی یہ لے جائیں اور پریشان ہم ہوں؟ ہم پانی نہیں لے جانے دیں گے‘ اپنا انتظام کرو‘ نیچے والوں نے کہا کہ پانی کے بغیر تو گزارا نہیں‘ اب اگر ہم اوپر سے نہیں لا سکتے تو ہم نیچے ہی سوراخ کر لیتے ہیں‘ بیٹھے ہی بیٹھے اپنے برتنوں میں پانی بھر لیا کریں گے‘ اب ہمیں منت کش غیر نہیں ہونا پڑے گا اور کسی کی ناز برداری نہیں کرنی پڑے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان بالا نشینوں کی عقل پر پتھر نہیں پڑے ہیں‘ ان کی شامت نہیں آئی ہے تو وہ خوشامد کریں گے‘ ہاتھ پکڑیں گے اور کہیں گے کہ نہیں بھائی! تم اوپر ہی سے پانی لے جاؤ‘ لیکن خدا کے لئے یہ غضب نہ کرو کہ نیچے ہی سوراخ کر لو‘ اس لئے کہ کشتی ڈوبے گی‘ تو پھر سب کو لے کر ڈوبے گی‘ نہ اپر کلاس والے بچیں گے نہ لوئر کلاس والے۔

ہم‘ آپ‘ سب کو بظاہر اسی ملک میں زندگی گزارنی ہے‘ لیکن یہ تمدن انسانی یا معاشرۂ انسانی کی کشتی ہے‘ اور ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں‘ اگر ہم نے خود غرضی سے کام لیا اور اپنے اپنے گھر میں میٹھے پانی کا انتظام سوچ لیا تو پھر خیریت نہیں‘ وہ میٹھا پانی کیا ہے؟ یہ کہ ہماری غرض پوری ہو جائے‘ ہمارا کام نکل جائے‘ پھر ہمیں دوسرے سے مطلب نہیں‘ یہ کشتی میں سوراخ کرنے کے مترادف ہے‘ آج ہمارے ملک کی کشتی میں کتنے سوراخ کئے جا رہے ہیں‘ ہر شخص اپنی محدود غرض کو دیکھتا ہے‘ اس نے دوسروں کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں‘ اور اس حقیقت کو بھلا دیا ہے کہ اس کا اجتماعیت پر کیا اثر پڑتا ہے؟ ساری دنیا کا روگ یہی ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کھڑے ہوں اور ملک کو تباہ ہونے سے بچائیں‘ یہ تنہا حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے‘ اس کے ساتھ بیسیوں انجمنیں اور سیاسی مصلحتیں لگی ہوئی ہیں۔ قرآن کی روشنی میں یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ دین کے سچے داعیوں‘ انسانیت کے بہی خواہوں اور ملک و معاشرہ کے مخلص معماروں کی محنتوں پر پانی نہ پھرنے دیجئے‘ ”و لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا“ کا پیغام دیتے رہئے‘ خدا کے یہاں آپ سے سوال ہوگا کہ تمہارے ہوتے ہوئے یہ ملک کیسے تباہ ہوا؟ تمہیں ایسا کردار اور نمونہ پیش کرنا چاہئے تھا کہ لوگ سمجھتے کہ پیسہ ہی سب کچھ نہیں ہوتا‘ عہدہ ہی سب کچھ نہیں ہوتا‘ عزت ہی سب کچھ نہیں ہوتی‘ خدا کا خوف اصل چیز ہے‘ پھر محبت اور ہمدردیٔ خلائق۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ یہ نمونہ دکھا کر محبوبیت کا مقام حاصل کر لیں گے۔ (قرآنی افادات)

☆☆..........☆☆

”دین دار لوگ حقوق اللہ تو ادا کرتے ہیں‘ مگر حقوق العباد کا خیال نہیں کرتے‘ خصوصاً نماز‘ روزہ‘ حج‘ زکوٰۃ کو تو ادا کرتے ہیں‘ اور حج پر حج کرتے رہتے ہیں‘ اسی طرح نفلی صدقات دیتے رہتے ہیں‘ مگر بہنوں کی وراثت کا حق جو واجب ہے‘ اس کو ادا نہیں کرتے۔“

(حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق ہردوئی نور اللہ مرقدہ)

# فساد کا سرچشمہ

## مال ودولت کی حد سے بڑھی ہوئی چاہت

مولانا شمس الحق ندوی

انسان کو فطری اور طبعی طور پر مال سے بڑی محبت ہوتی ہے' وہ اس کے لئے شب و روز کوشاں رہتا ہے۔ ہر وہ انسانی فطرت جو غیر تربیت یافتہ ہو وہ آسانی کے ساتھ اس کی ہوس میں گرفتار ہو سکتی ہے۔ یہ ایک ایسی نہ مٹنے والی بھوک اور نہ بجھنے والی پیاس ہے جس سے انسان کو کبھی آسودگی و سیری نہیں ہوتی۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکثر برائیاں محض اسی وجہ سے وجود میں آئی ہیں' سیاسی داؤ پیچ کی دنیا ہو یا تجارت و کاروبار کی' زیب و زینت کا معاملہ ہو یا تعمیرات میں مسابقت و تفاخر کا' ہر جگہ یہی مال و دولت کی ہوس ہے۔

بسا اوقات یہ نشے کی سی کیفیت پیدا کر دیتی ہے' حق و باطل کی تمیز پر بے حسی کا پردہ ڈالتی ہے' جائز و ناجائز میں فرق کرنے والی عینک اتار لیتی ہے' نفع و نقصان کو جانچنے' پرکھنے کا پیمانہ چھین لیتی ہے' یہاں تک کہ انسان اپنے انجام و عواقب پر غور کرنے سے بھی معذور ہو جاتا ہے اور اپنی سب سے عزیز اور قیمتی متاع زندگی کو' جو ایک ہی ہے اور جس کا استعمال بہت ہی سوچ سمجھ کر ہونا چاہئے اور جس میں ذرا سی چوک آدمی کو جہنم کا ایندھن بنا سکتی ہے' مال کی یہ محبت رشوت خوری' چور بازاری' فریب و غداری' خیانت' کذب و افتراء' ظلم و زیادتی' عداوت و دشمنی' بغض و کینہ پروری کے جراثیم میں ڈبو دیتی ہے اور کبھی کبھی اس منزل پر لا کھڑا کرتی ہے جہاں انسان درندہ بن جاتا ہے' اس کا دل پتھر کی سل اور اس کی آنکھ نرگس کی آنکھ بن جاتی ہے۔

مریض بستروں پر سسک سسک کر دم توڑ رہے ہوتے ہیں اور ضرورت کی دواؤں کی بلیک مارکیٹنگ ہوتی رہتی ہے' جب لوگ فقر و فاقے سے بلبلا رہے ہوتے ہیں' ذخیرہ اندوز اپنے گودام کو بھرنے اور بلند کرنے میں مصروف ہوتے ہیں' عدالتیں واضح حقائق کے ہوتے ہوئے بھی غلط فہمیوں پر قلم چلا دیتی ہیں' حتٰی کہ ایک ایک پان اور سگریٹ پر اخلاق و شرافت اور محبت و مروت کا خون ہونے لگتا ہے' عزتیں بکتی ہیں' زبان و قلم' ذہن و فکر اور مردانہ جوہر سب کچھ اس کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں' دنیا کی ہر چیز بے قیمت ہو جاتی ہے' صدق و صفا' محبت و مروت' رحمدلی و ہمدردی' حق گوئی و بے باکی' مال حرص و ہوس کی دنیا میں سب سے زیادہ ارزاں و بے قیمت ہو جاتے ہیں۔

لیکن اس سیلاب بلاخیز کے لئے اللہ تعالیٰ نے بند کا بھی انتظام کیا ہے' جس طرح ڈاکٹر دواؤں کے خواص و اثرات کو پہچان جاتے ہیں اور رائے قائم کرتے ہیں' اس سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر نگاہ نبوت انسانی عمل کے خواص و اثرات کو پہچانتی ہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اس کو خوب سمجھ رہی تھی کہ مال کی حرص و ہوس کیا کیا برے نتائج پیدا کر سکتی ہے؟ وہ جانتی تھی کہ جب یہ حرص کسی انسان میں اس حد کو پہنچتی ہے کہ اس کو جائز و ناجائز کا ذرا بھی خیال نہ رہے' تو یہ صورت انتہائی خطرناک ہو جاتی ہے' پھر اس کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ صرف لینا جانتا ہے' دینا مطلق نہیں جانتا' حرص کی یہ شکل بہت مہلک و خطرناک ہے' اس لئے قرآن نے ایسی حرص سے بچنے والوں کے لئے فرمایا کہ وہ کامیاب ہیں جو حرص سے بچیں:

''جس نے اپنے آپ کو حرص و شح سے بچالیا' وہی لوگ کامیاب ہیں۔''

اس کے خطرناک نتائج کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حرص سے بچو! تم سے پہلے قوموں کو حرص ہی نے تباہ کیا' انہیں رشتوں کو توڑنے کا حکم دیا' انہوں نے

رشتوں کو توڑا' ان کو بخل کا حکم دیا' انہوں نے بخل کیا' انہیں فسق و فجور پر آمادہ کیا' وہ اس کے سزاوار ہوئے۔"

دوسری حدیث میں فرمایا:

"حرص سے بچو' حرص نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا' انہیں خونریزی پر ابھارا' انہوں نے حرام کو حلال کیا۔"

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حرص اور ایمان مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے' گویا حرص سرے سے ایمان ہی کے منافی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ سب سے بہتر ایمان صبر اور درگزر کرنا ہے' صبر کی تعریف میں بتایا گیا ہے کہ محارم سے بچنا اور واجبات کو ادا کرنا ہے' اور حرص ان دونوں کی ضد ہے۔ لہٰذا جب حرص پیدا ہوگی تو یہ دونوں چیزیں ختم ہو جائیں گی۔

ہماری آج کی سوسائٹی اسی کا شکار ہے' جب حرص و ہوس اس درجہ کو پہنچ جائے' تو ایمان کی خیر نہیں' مومن اپنی جس زندگی سے بلند مرتبہ اور ہمیشہ کی نعمتیں حاصل کر سکتا ہے' اس کو مال کی حرص و ہوس میں ضائع کر دیتا ہے' یہ کتنی بڑی چوک ہے کہ جس کو قرآن کریم نے متاع قلیل فرمایا ہے' اس کے پیچھے اس طرح سے زندگی ضائع ہو۔

انسانی حرص و ہوس نہ جانے کن' کن نامناسب طریقوں سے مال حاصل کرنے پر آمادہ کرتی ہے' پھر وہ اسے دوسروں کے لئے چھوڑ جاتا ہے اور اس کا حساب اپنے سر لے کر جاتا ہے' جو شخص فقر و فاقے کے ڈر سے اپنا سارا وقت کسب مال میں ضائع کرتا ہے' وہی اصلاً آخرت میں فقیر و محتاج ہے' جس سے بڑھ کر اور کوئی فقیر نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے دل کی راحت و خوشی' سکون و اطمینان' مقدرات پر یقین و رضامندی میں رکھی ہے' اور رنج و غم' اضطراب و پریشانی شک و غصے میں رکھی ہے۔

حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

"آدمی کا دنیا کے بارے میں حرص کرنا اس کے سب سے بڑے دشمن سے زیادہ خطرناک ہے۔"

فرمایا کرتے تھے کہ: حرص کی دو قسمیں ہیں: نقصان دہ حرص اور نفع بخش حرص' اللہ کی اطاعت میں حرص کرنا تو سود مند اور نفع بخش ہے اور دنیا کے بارے میں حرص کرنا تکلیف دیتا ہے۔ حریص دنیا کی فکر میں مشغول ہونے کی وجہ سے نہ خوش ہوتا ہے اور نہ لذت پاتا ہے' دنیا کی محبت اسے آخرت کی فکر کے لئے فارغ نہیں ہونے دیتی' شب و روز بے اطمینانی کی زندگی گزارتا ہے' جو کچھ مل گیا اس کے فوت ہونے کا خطرہ اسے دامن گیر رہتا ہے' اور جو نہیں ملا' اس کے حصول کی فکر میں مضطرب و سرگرداں رہتا ہے۔

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا منہ ایک مٹھی مٹی ہی بھر سکتی ہے' حرص اس کو مطمئن نہیں کر سکتی۔

☆☆.........☆☆

"قرآن پاک میں جابجا اللہ تعالیٰ نے معروفات کے ساتھ منکرات کا بھی ذکر کیا ہے' جس سے اس کی خاص اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور جس طرح معروفات کے لئے ایک خاص جماعت ہونی چاہئے' اسی طرح منکرات کی روک تھام کے لئے بھی ایک خاص جماعت ہونی چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"ولتکن منکم امة یدعون الیٰ الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر"۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ: "کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کو ہمیشہ نفع دیتا ہے اور اس سے عذاب و بلا دفع کرتا ہے جب تک اس کے حقوق سے بے پروائی اور استخفاف نہ کیا جائے' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ حقوق سے استخفاف کئے جانے کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کھلم کھلا کی جائیں اور ان کو بند کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ (الحدیث)۔ اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: اب آپ ہی ذرا انصاف سے بتائیے کہ اس وقت اللہ کی نافرمانیوں کی کوئی انتہا' کوئی حد ہے؟ اور اس کے روکنے یا بند کرنے یا کم از کم تقلیل کی کوئی کوشش یا سعی ہے؟ ہرگز نہیں! ایسے خطرناک ماحول میں مسلمانوں کا عالم میں موجود ہونا ہی اللہ تعالیٰ کا حقیقی انعام ہے' ورنہ ہم نے اپنی بربادی کے لئے کیا کچھ اسباب پیدا نہیں کر لئے۔"

(حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ)

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

# اسلام میں عورت کا مرتبہ

محمد شاہد تھانوی

بہت سے روشن خیال دین سے ناواقف حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ شاید مذہب اسلام میں عورت کی کوئی اہمیت نہیں ہے اسے صرف پیر کی جوتی سمجھا جاتا ہے اس کے مقابلہ میں مغربی تہذیب اور دیگر مذاہب میں عورت سر کا تاج ہے حالانکہ معاملہ برعکس ہے اس کی بنیادی وجہ تو دین اور مذہب سے ناواقفیت اور اسلام کی تعلیمات حقہ کا مطالعہ نہ کرنا ہے۔ اگر صرف یہی غور کیا جائے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عورت کا معاشرہ میں کیا مقام تھا اور بعثت کے بعد عورت کس منصب پر فائز ہوگئی تو صحیح صورت حال سمجھ میں آ سکے گی۔ اس لئے کہ بغیر تقابل کے یکطرفہ بات سمجھ میں آئے گی جب ہم تقابلی مطالعہ کریں اور تعصب کی عینک اتار دیں تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے عورت کو اس کا صحیح اور جائز مقام عطا فرمادیا جو اسے پہلے حاصل نہ تھا۔ اسلام اسے تاریکی سے نکال کر اجالے میں لایا زمین سے اٹھا کر تخت پر بٹھایا (عزت بخشی) وہ خاک راہ تھی اسے سرمہ بصر بنایا اسے کانٹوں سے نکال کر پھولوں میں لایا شمع انجمن سے چراغ خانہ بنایا ے خانہ کی زینت سے کاشانہ کی زینت بنایا زندہ درگوری سے نکال کر گھر کی ملکہ بنایا بیٹی بنی تو باپ کی عزت قرار پائی بیوی بنی تو شوہر کی عزت کی امین قرار پائی بہن بنی تو بھائی کی غمخوار قرار پائی ماں بنی تو قدموں تلے جنت کی نوید ملی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بنی تو سیدہ جنت قرار پائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی تو قیامت تک آنے والے مسلمان کی ماں قرار پائی جب عورت کو بیٹی ملی تو اس کی تربیت جنت کی ضمانت ہوئی اولاد کو جب ماں ملی تو اس کی خدمت پروانہ جنت بنی اگر دین اسلام نہ آتا تو کوئی باپ بیٹی کی پیدائش پر خوشی و مسرت کا اظہار نہ کرسکتا۔

اگر اسلام نہ آتا تو عورت بتوں اور دیوتاؤں کی غذا (بھینٹ) ہی رہتی اسلام نہ آتا تو عورت رونق بازار ہی رہتی اور صرف مرد کی عیاشی کا سامان ہی رہتی۔ یہ اسلام ہے جس نے عورت کا مقام گھر کی چار دیواری بنایا اور اسے ایسا عظیم آبگینہ قرار دیا جو پردوں میں رہے ہر کس وناکس کی نظر نہ پڑ سکے جب کسی کی بیٹی ہے تو باپ مکمل کفیل ہے جب کسی کی بیوی ہے تو شوہر مکمل کفیل ہے جب کسی کی ماں ہے تو اولاد کفیل ہے جب کسی کی بہن ہے تو بھائی کفیل ہے یہ عورت ہی ہے جب دربار نبوت میں آئی تو ردائے نبوت بچھائی گئی یہ عورت ہی ہے جسے سب سے پہلے وحی سننے کا شرف عظیم حاصل ہوا یہ عورت ہی ہے جس کے بستر میں وحی نازل ہوئی یہ عورت ہی ہے جس کی نسبت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کا لقب عظیم حاصل ہوا یہ عورت ہی ہے جس کی اچھی تعلیم وتربیت پر جنت کا مژدہ سنایا گیا یہ عورت ہی ہے جسے آدم علیہ السلام کی گھبراہٹ وتنہائی دور کرنے کے لئے پیدا کیا گیا یہ عورت ہی ہے جس پر بہتان لگا تو رب کریم خود جواب کے لئے مقابلہ پر آیا اور برأت نازل کی یہ عورت ہی ہے جسے قرآن نے مرد کا جزو قرار دیا یہ عورت ہی ہے جسے قرآن نے حسن سلوک کا حکم دیا یہ عورت ہی ہے جسے قرآن نے حقوق عطا فرمائے یہ عورت ہی ہے جسے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد پر ماں کی شکل میں خدمت کے لئے مقدم کیا یہ عورت ہی ہے جسے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی بہترین متاع قرار فرمایا یہ عورت ہی ہے جس سے عمدہ سلوک کرنے والے کو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین فرمایا۔

مذہب اسلام کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ جو حقوق جو عزت جو برتری عورت کو اسلام نے عطا فرمائی وہ دنیا کے کسی مذہب کسی جماعت کسی سوسائٹی کسی حلقہ نے نہیں دی یونانی عورت کو شیطان کی بیٹی اور نجاست کا مجسمہ قرار دیتے تھے اس کی باقاعدہ خرید و فروخت ہوتی تھی میراث میں کوئی حصہ نہیں تھا۔ رومی عورت کو جانوروں کے برابر سمجھتے تھے معمولی بات پر عورت کو قتل کرنا ان کا محبوب مشغلہ تھا بعثت سے قبل لڑکیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ ضمانت اور رہن کے طور پر عورتوں کو رکھا جاتا تھا بیوہ عورت کو منحوس سمجھا جاتا تھا ہندوؤں میں آج بھی وہ عورت قابل فخر سمجھی جاتی ہے جو شوہر کی چتا پر زندہ جل مرے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر عورت کو ذلت اور پستی سے باہر نکالا اور اسے عزت وعظمت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ ایک اونٹ کو

تیز تیز لے جا رہے تھے اس میں خواتین سوار تھیں جب رحمۃ للعالمین نے دیکھا تو فرمایا کہ ”یہ آبگینے ہیں آہستہ چلو“ ذرا اندازہ فرمایئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کس قدر محبت و عزت اور کس قدر رفعت و عظمت تھی۔ خواتین کے لئے ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ عورتیں مردوں کا حصہ ہیں جیسے ہم کہا کرتے ہیں کہ مرد عورت ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں اسی طرح یہ ارشاد بھی ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود کون یہ کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں عورت کو محترم و معزز مقام نہیں دیا گیا کیا کوئی مذہب ہے جس میں عورت کو ایسا مقام دیا گیا ہو؟ ہے کوئی مذہب جس میں اچھی شریک حیات کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہو جس نے بیواؤں کو معزز مقام دیا ہو جس نے عورت کو صرف عورت ہونے کی بنا پر محترم کہا ہو جس نے عورت کو بیٹی کی حیثیت سے بیوی کی حیثیت سے ماں کی حیثیت سے بہن کی حیثیت سے قابل احترام اور معزز قرار دیا ہو۔ قرآن نے جہاں والدین کی عظمت بیان کی وہاں ماں کو زیادہ اہمیت دی زیادہ حسن سلوک کی حامل ماں کو قرار دیا۔ ایک حدیث کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ دربار نبوت میں سوال ہوا کہ میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ زبان نبوت سے ارشاد ہوا ”ماں“ تین مرتبہ سوال ہوا تو ایک ہی جواب تھا کہ ”ماں“۔

چوتھی مرتبہ میں جواباً ارشاد ہوا کہ باپ اس سے اندازہ لگایئے کہ عورت کی عزت و عظمت کس قدر ہے اسی طرح کی ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ سائل نے پوچھا کہ میں کس کے ساتھ نیکی کروں یعنی میرے حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ تینوں مرتبہ یہی ارشاد ہوا کہ تیری ”ماں“ چوتھی مرتبہ میں فرمایا کہ تمہارا باپ ایک جگہ صراحتاً ارشاد ہوا کہ ”بلاشبہ اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کردی ہے“ کیا ان وضاحتوں اور صراحتوں کے بعد بھی کسی نادان کو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ عورت کی اہمیت اس کی عظمت و رفعت اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب دے سکتا ہے۔

ذرا مغربی تہذیب ملاحظہ فرمایئے کہ جہاں بوڑھے باپ کا کیا حشر ہوتا ہے؟ جوان بہن بھائیوں کے سامنے جوان بیٹیاں ماں باپ کی موجودگی میں کیا کیا شرمناک حرکتیں انجام دیتی ہیں یہ سب اسی لئے کہ دینی تعلیم سے نابلد ہیں عورت کی عزت و عظمت سے ناواقف ہیں۔

ذرا نبوت کا حسن سلوک بیٹی کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں جانے کے بعد سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے اور اگر امت کی شہزادی دربار نبوت میں تشریف لاتیں تو کھڑے ہوکر استقبال فرماتے ان کے لئے چادر بچھاتے اور محبت و شفقت کے ساتھ بٹھاتے آج بھی مسلمان گھرانوں میں بیٹیوں کو زیادہ محبت زیادہ عزت و وقار سے رکھا جاتا ہے جوان ہونے پر اچھا رشتہ کیا جاتا ہے اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ اچھا گھر بسا رہے۔ برخلاف مغربی معاشرہ کے جہاں لڑکی کی عزت کھلونا بنی ہوئی ہے اس میں بجائے مہذب گھر کے محبت کرنے والے شوہر کے ”فرینڈز“ کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے وہ بھی جب دل بھر جائے تو دوسرا فرینڈ منتخب کرلیا جاتا ہے جبکہ مسلمان لڑکی اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے جدا ہوکر ایک نیا گھر تشکیل دیتی ہے جہاں اس کا مطمع نظر شوہر کی خدمت اولاد کی پرورش و تربیت ہوتا ہے اور وہ معاشرہ میں ایک عزت اور باوقار گھریلو سربراہ کی حیثیت سے رہتی ہے اسلام نے عورت پر کسی طرح کی کفالت کی ذمہ داری نہیں رکھی اگر بیٹی ہے تو باپ ذمہ دار ہے اگر بیوی ہے تو شوہر کی ذمہ داری ہے اگر ماں ہے تو اولاد کی ذمہ داری ہے اس پر معاشرتی دوڑ دھوپ محنت مشقت کا بوجھ نہیں رکھا گیا اس لئے کہ فطری طور پر وہ مرد سے کمزور ہے خصوصی حالات میں نماز معاف ہے روزوں کی قضا کی اجازت ہے اولاد کے رزق کی ذمہ داری عورت کا نان نفقہ سب مرد پر ہی لازم ہے عورت اس فکر سے آزاد ہے جگہ جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے حسن سلوک کے لئے تاکید فرمائی ہے مرد کو حکم ہے کہ عورت کو اچھا کھلائے اچھا پہنائے اچھا برتاؤ کرے اور ایسے شخص کو بہترین فرمایا ہے۔

اکثر خواتین کو یہ شکایت ہے کہ مرد کو طلاق کی اجازت دے کر عورت پر ظلم کیا گیا ہے حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ظلم نہیں طلاق اور خلع میں بھی عورت ہی کا فائدہ ہے کہ بجائے جہنمی زندگی گزارنے کے راحت و آرام کی زندگی اپنالے اگر شوہر برا ہے یا میاں بیوی میں نہیں بنتی تو طلاق اور خلع بہت بہترین راستہ ہے ہر وقت کی جھک جھک بک بک والی اذیت ناک المناک زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ علیحدگی (خواہ طلاق ہو یا خلع ہو) اختیار کرلی جائے۔ اگر طلاق اور خلع نہ ہوتا تو زندگیاں جہنم بنی رہتیں اور عورتیں سسک سسک کر جان دے دیا کرتیں اور طلاق و خلع کی تو بہت ہی مجبوری کی حالت میں اجازت ہے کوئی کھیل یا ہنسی مذاق تو ہے نہیں کہ جب جی چاہا طلاق دے دی جب جی چاہا خلع کرلیا اسی لئے طلاق کو ناپسندیدہ حصول فعل کہا گیا جہاں مرد کو طلاق کا اختیار دیا گیا وہاں عورت کو خلع کا اختیار دیا جہاں مرد گھر کا سربراہ کہلایا وہاں عورت گھر کی ملکہ کہلائی جہاں باپ کے ساتھ نیکی کے برتاؤ کا حکم دیا گیا وہاں ماں سے اس سے زیادہ کا حکم ہوا جیسے طلاق مبغوض قرار دی گئی اسی طرح بغیر زیادتی کے خلع لینے والی عورت اللہ اور فرشتوں کی لعنت کی مستحق قرار پائی ان تمام باتوں سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ عورت کو صحیح اور جائز مقام دلانے میں صرف اسلام کا ہاتھ ہے باقی مذاہب اس سے محروم ہیں۔

☆☆..........☆☆

پہلی قسط

# مرزا قادیانی کے مالی معاملات

ڈاکٹر سید راشد علی

تاریخ انسانی اس بات کی شاہد ہے کہ آج تک جتنے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمائے‘ انہوں نے بنی نوع انسان کو مال و دولت اور دیگر چیزوں کی ہوس سے نجات دلا کر رب تعالیٰ کی بندگی اختیار کرنے کا درس دیا تا کہ انسانوں کی دنیا اور عقبیٰ دونوں سنور جائیں۔ سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس رات اس دنیا سے تشریف لے گئے‘ اس رات گھر کے چراغ میں تیل تک نہ تھا۔

ان پاک نفوس کے مقابلے میں بہت سے ایسے دھوکے باز پیدا ہوتے رہے جنہوں نے انسان کو مذہب کے نام پر دھوکا دے کر دنیاوی مال و اسباب جمع کئے۔ انہوں نے مذہب کو کمائی کا ذریعہ بنا کر اپنی عاقبت بھی تباہ کی اور اپنے ساتھ ہی ان بدنصیبوں کی آخرت بھی برباد کی‘ جو ان کے دام فریب میں گرفتار ہوگئے۔

قارئین کرام! ہم ایسے ہی ایک جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے ان گوشوں کو عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں‘ جن کا تعلق مالی معاملات سے ہے تا کہ ان کے پیروکاروں کو پتا چلے کہ وہ کس فراڈ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان بدنصیبوں کو حق اور باطل میں تمیز کر کے حق کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

معزز قارئین! بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ وحی کا سلسلہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے‘ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنے خطاب سے مشرف کرے تو اسے ایک طرف تو اپنی کم مائیگی کا احساس ہوگا اور دوسری طرف مالک کائنات کی انتہائی کرم نوازی کا احساس ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ رب العزت نے کوہ طور پر خطاب کیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی خواہش کی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرش پر تشریف لے گئے تو امت کو بخشوانے کی فکر کی۔ مگر ایک جھوٹا شخص جب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کلام کیا ہے تو اس کو کیا فکر ہوتی ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کو وہی فکر ہوگی جس کی وجہ سے اس نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا‘ اور ایسے فراڈیے کی تحریریں اس کی نیت کا پردہ فاش کرنے کے لئے کافی ہیں‘ ملاحظہ فرمایئے جھوٹا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

”جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا جو میں نے ابھی ذکر کیا ہے تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں‘ پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلا ہمیں پیش آئے گا۔“ (روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۱۹۴)

ملاحظہ فرمایا آپ حضرات نے! بقول مرزا خدا تعالیٰ مرزا صاحب سے کلام کرتا ہے اور مرزا صاحب کو کیا فکر ہے؟ مالی تنگی‘ پیسہ!!! بقول مرزا صاحب‘ ان کے والد کے انتقال کی پیشگی خبر اللہ ان کو دے رہا ہے اور مرزا صاحب کو کیا غم ہے؟ یہی کہ ذریعہ آمدنی بند ہو جائے گا!!!

بقول مرزا صاحب کے یہ وہ دور تھا جب ابھی ان کو یہ اطلاع نہیں ملی تھی کہ اللہ نے ان سے کیا کام لینا ہے‘ گویا مرزا صاحب نادان تھے‘ اندھیرے میں تھے۔

## مرزا قادیانی کی پریشانی:

جب بقول مرزا قادیانی کے اسے پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کس مقصد کے لئے چنا ہے‘ یعنی اس کے دعویٰ کے مطابق خدا نے ان کو مسیح موعود بنادیا ہے‘ تو اس وقت مرزا صاحب پر اس کا کیا رد عمل ہوا؟ ملاحظہ فرمایئے:

”ضرور تھا کہ اس وعدہ کے موافق اس امت میں سے کسی کا نام مریم ہوتا اور پھر اس طرح ترقی کر کے اس سے عیسیٰ پیدا ہوتا اور وہ ابن مریم کہلاتا‘ سو وہ میں

ہوں‘ وہی ’’ھـزی الیک‘‘ مریم کو بھی ہوئی اور مجھے بھی‘ مگر باہم فرق یہ ہے کہ اس وقت مریم ضعف بدنی میں مبتلا تھی اور میں ضعف مالی میں مبتلا تھا۔‘‘ (نزول مسیح‘ روحانی خزائن جلد۱۸ص۵۴۱)

اللہ تعالیٰ (بقول مرزا صاحب کے) مرزا صاحب سے کلام کرتا ہے‘ اور اس نام نہاد وحی کے ذریعے انہیں مریم اور پھر مریم سے عیسیٰ بنادیتا ہے‘ اور ان کے ذہن وفکر پر کیا احساس طاری ہے؟ مالی مشکلات کا شکوہ!! سبحان اللہ! حق اور باطل کا کیسا واضح تضاد ہے!!

## خاندانی زوال کا روح فرسا احساس:

مرزا صاحب کو شروع ہی سے شدت سے اپنے خاندانی زوال کا احساس تھا۔ چنانچہ وہ اپنی خود نوشت میں لکھتے ہیں:

’’سکھوں کے ابتدائی زمانے میں میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے…… میرے دادا صاحب…… کے وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی…… پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانے میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ قادیان واپس آئے اور مرزا موصوف کو اپنے والد کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے…… پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔‘‘ (کتاب البریہ‘ روحانی خزائن جلد۱۳ص۱۷۵‘۱۷۶)

’’غرض ہماری ریاست کے ایام دن بدن زوال پذیر ہوتے گئے‘ یہاں تک کہ آخری نوبت ہماری یہ تھی کہ ایک کم درجہ کے زمیندار کی طرح ہمارے خاندان کی حیثیت ہوگئی۔‘‘ (تحفہ قیصریہ‘ روحانی خزائن جلد۱۲ص۲۷۱)

’’اس کے بعد انگریز آئے تو انہوں نے ہماری خاندانی جاگیر ضبط کرلی اور صرف سات سو روپیہ سالانہ کی ایک اعزازی پنشن نقدی کی صورت میں مقرر کردی جو ہمارے دادا صاحب کی وفات پر صرف ایک سو اسی رہ گئی اور پھر تایا صاحب کی وفات کے بعد بالکل بند ہوگئی۔‘‘ (سیرۃ المہدی حصہ اول روایت نمبر۴۸ مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

اب قارئین سمجھ گئے ہوں گے کہ مرزا صاحب کو کس شدت سے اپنی خاندانی ریاست کے ضائع ہونے کا احساس تھا۔ اس احساس محرومی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی طلب مال اور حب مال نے پھر ساری عمر مرزا صاحب کا پیچھا نہیں چھوڑا۔

## دادا کی پنشن ادھر ادھر اڑادی:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

’’بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ: ’’ایک دفعہ جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام دین بھی چلے گئے‘ جب آپ نے پنشن وصول کرلی تو وہ آپ کو پھسلا اور دھوکا دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا‘ پھر جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کردیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اول روایت نمبر۴۹ ص۴۴)

سبحان اللہ! اس سادگی کو کیا کہیے؟ پوت کے چلن پالنے میں ہی نظر آگئے تھے۔ اس پنشن کی مالیت موجودہ دور میں لاکھوں روپے بنتی ہے‘ جو مرزا صاحب نے محض چند دنوں میں ادھر ادھر اڑا دی‘ وہ کیا حرکتیں تھیں؟ اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

## رجوعات اور فتوحات کی کوشش:

’’اپنے اوائل دور میں مرزا صاحب امرتسر گئے اور ایک بزرگ مولوی عبداللہ غزنوی سے ملاقات کی اور فرمایا: میں پہلے سیالکوٹ کی کچہری میں نوکر تھا‘ قلیل تنخواہ میں بسر اوقات نہ ہوتی تھی‘ اس لئے تیاری کرکے مختاری کا امتحان دیا لیکن ناکام رہا۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ اب کیا منشاء ہے؟ مرزا صاحب نے فرمایا: ’’اب نوکری وغیرہ کا تو قصد نہیں‘ محض توکل پر گزارا کرنا چاہتا ہوں‘ رجوعات اور فتوحات کی دعا کا خواستگار ہوں‘ آپ دعا فرما دیجئے۔‘‘ (چودھویں صدی کا مسیح ص۴۸)

## شادی کا الہام اور پیسے کی پریشانی:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"ستائیسواں نشان (نبوت) یہ پیش گوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی' خدائے تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ:"الحمد لله الذی جعل الصهر والنسب" یعنی اس خدا کو تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی' یعنی تمہارے نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئے گی۔ یہ الہام شادی کے لئے ایک پیشگوئی تھی' جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر انجام دوں گا۔" (روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۲۴۷)

## "براہین احمدیہ" کی طباعت کے لئے چندے کا اشتہار:

اپنی ان مالی پریشانیوں کا سب سے آسان حل مرزا صاحب کو یہ نظر آیا کہ لوگوں کی جہالت' توہم پرستی' سادہ لوحی اور مذہب سے لگاؤ کا ناجائز فائدہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اوائل دور ہی سے مذہبی کتابوں کی چھپائی اور فروخت کو کمائی کا ذریعہ بنایا۔ سب سے پہلے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے پچاس جلدوں میں "براہین احمدیہ" لکھنے کا اعلان کیا اور ساتھ ہی مسلمانوں سے چندے کی اپیل کی۔ یہ وہ دور تھا جب ابھی ان کے کفریہ عقائد لوگوں پر آشکار نہیں ہوئے تھے' چنانچہ مسلمانوں کو اس کتاب کی اشاعت کے لئے چندہ کی ترغیب دیتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

"ایسی بڑی کتاب کا چھپ کر شائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بڑا مشکل امر ہے اور ایسے اہم کام میں اعانت کرنے میں جس قدر ثواب ہے وہ ادنیٰ اہل اسلام پر بھی مخفی نہیں۔ لہٰذا اخوان مومنین سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں شریک ہوں اور اس کے مصارف طبع میں معاونت کریں۔ اغنیاء لوگ اگر اپنے مطبخ کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمائیں تو یہ کتاب بسہولت چھپ جائے گی ورنہ یہ مہر درخشاں چھپا رہے گا۔ یا یوں کریں کہ ہر ایک اہل وسعت بہ نیت خریداری کتاب پانچ' پانچ روپیہ معہ اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں' جیسے جیسے کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔" (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ ص ۱۱'۱۲)

مسلمانوں نے پچاس جلدوں کی اس کتاب کے لئے دل کھول کر چندہ دیا اور کئی ایک حضرات نے تو کتاب کی قیمت پیشگی ادا کر دی' مگر جب اگلے چار سالوں میں اس کتاب کی صرف چار جلدیں شائع ہوئیں تو مرزا صاحب کو دن میں تارے نظر آنے لگے' کیونکہ اس رفتار سے تو اگلے پچاس سال تک وہ کتاب ہی لکھتے رہتے اور شائع کر کے خریداروں میں مفت تقسیم کرتے رہتے' گویا کمائی کے دروازے بند ہو جاتے' چنانچہ چار جلدوں کے بعد انہوں نے براہین احمدیہ کی تالیف موقوف کر دی' اگلے پچیس سالوں میں مرزا صاحب نے تقریباً ۸۰ دیگر کتابیں لکھ کر فروخت کیں اور جن لوگوں نے براہین احمدیہ کی پچاس جلدوں کی قیمت پیشگی ادا کی تھی ان کے احتجاج کی کوئی پروانہ کی اور نہ ہی اپنے وعدے کا پاس کیا۔ پچیس سال بعد انہوں نے اس کتاب کی پانچویں جلد شائع کی اور اس کے دیباچہ میں انتہائی ڈھٹائی سے تحریر کیا:

"پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا' مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا' اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے' اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔" (دیباچہ براہین احمدیہ' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۹)

## پیسوں کے متعلق پچاس ہزار الہامات کا دعویٰ:

مرزا صاحب کے نام نہاد الہامات و واہیات کا مطالعہ کریں اور ان کی تحریک کا جائزہ لیں تو وہ صرف پیسے کے گرد گھومتی نظر آئے گی' چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو' یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں' ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔" (حقیقۃ الوحی' روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۳۴۶)

## مرزا صاحب کی چند واہیات:

"ایک رویا دیکھا کہ ایک کاغذ

ہے' جس کے اوپر کی دو تین سطریں فارسی خط میں ہیں' باقی سب انگریزی ہے' اس کا مطلب یہ سمجھ میں آیا: گویا کوئی میرا نام لے کر کہتا ہے کہ دو سو پچاس روپیہ انہیں دیا جائے۔" (تذکرہ طبع دوم ص ۵۲۵' ریویو آف ریلیجنز فروری ۱۹۰۵ء)

"اول کسی نے کہا: کرنسی نوٹ' پھر ایک کتاب مجھے دی گئی' گویا وہ کرنسی نوٹ تھے' اور پھر الہاماً میری زبان پر جاری ہوا: "دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہو گیا" فرمایا: اخبار سے مراد خبر ہے۔" (تذکرہ طبع دوم ص:۵۸۹)

"ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست و یک (اکیس) روپیہ آنے والا ہے' چنانچہ یہ الہام بھی ان ہی آریوں کو بتلایا گیا...... نیز آریوں کو گواہ بنانے کے لئے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی...... اگر یوں نہیں تو شیرینی کھا کر ہی نشان کو یاد رکھیں۔" (روحانی خزائن ص:۳۱۸ جلد۲۲)

## دعا کی قبولیت کی شرط' بھاری نذرانہ:

"جنوری ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے کہ ضلع کانپور کے ایک رئیس ولی محمد نام جو ایک عرصہ سے احمدی ہو چکے تھے اور اپنے بیمار بیٹے کی صحت کے واسطے...... مسیح موعود (مرزا قادیانی)...... کی خدمت میں خط لکھا کرتے تھے' انہوں نے حضور کو لکھا کہ میں مدت سے علاج کرا رہا ہوں' مگر اب تک میرے بیٹے کے حق میں دعا قبول نہیں ہوئی' حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر دعا کی قبولیت کا وعدہ ہے...... حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ جواب لکھ دیں کہ خدا کی یہ عادت نہیں کہ ہر ایک دعا قبول کر لے...... خدا کے مقابلے میں کسی کا زور نہیں' اگر وہ رئیس ایسا ہی بے دل ہے تو چاہئے کہ اس سلسلے کی تائید میں کوئی بھاری نذر مقرر کر لے' جو اس کی انتہائی طاقت کے برابر ہو اور اس کی اطلاع دے اور یاد دلاتا رہے۔" (مفتی محمد صادق قادیانی ۲۰/اکتوبر ۱۹۳۷ء' مندرجہ الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۴۶ ص ۲ مورخہ ۲۲/اکتوبر ۱۹۳۷ء)

## خیرات کا مقصد' نام کا اشتہار:

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانے میں ایک عرب سوالی آیا۔ آپ نے اسے ایک معقول رقم دے دی' بعض نے اس پر اعتراض کیا' تو فرمایا: یہ جہاں بھی جائے گا ہمارا ذکر کرے گا' گو وہ دوسروں سے زیادہ وصول کرنے کے لئے ہی کرے' مگر دور دراز مقامات پر ہمارا نام پہنچا دے گا۔" (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۰۳ ص ۹ مورخہ ۲۶/فروری ۱۹۳۵ء)

## ٹیچی ٹیچی اور مالی مدد:

"۵/مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا' میرے سامنے آیا اور بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا' میں نے اس کا نام پوچھا' اس نے کہا: نام کچھ نہیں' میں نے کہا: آخر کچھ تو نام ہوگا' اس نے کہا: میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی۔ یہ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی' بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعے سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آ گیا۔" (روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۳۴۶)

## مال مفت دل بے رحم:

قارئین کرام! آیئے اب دیکھتے ہیں کہ یہ ہزار ہا روپیہ جو کہ آج کے حساب سے کروڑوں روپے بنتے ہیں' مرزا غلام احمد قادیانی نے کہاں خرچ کیا:

"اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مہدی مسعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اپنی زندگی میں اپنے اہل وعیال اور اقارب کو اسی آمد میں سے خرچ دیتے تھے جو جماعت کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہوتی تھی یا کسی اور سبیل سے' یہ بات ہر ایک فرد جانتا ہے کہ حضور...... اسی آمد سے خرچ دیا کرتے تھے' پس آپ کے بعد انجمن (احمدیہ قادیان) کا یہ فرض ہے کہ ان کو اسی آمد میں سے اسی انداز پر

دیں جس طرح حضرت مسیح موعود دیتے تھے' کیونکہ انجمن مسیح موعود سے بڑھ کر امین نہیں ہوسکتی۔'' (اظہار حقیقت ص ۱۳ مورخہ ۲۸/نومبر ۱۹۱۳ء شائع کردہ انجمن انصار اللہ قادیان)

## مرزا پر مریدوں کے پیسے ہضم کرنے اور انکم ٹیکس کی چوری کا مقدمہ:

''مرزا غلام احمد پر امسال سات ہزار دو سو روپیہ اس کی سالانہ آمدنی قرار دے کر ایک سو ستاسی روپے آٹھ آنے انکم ٹیکس قرار دیا گیا...... مرزا غلام احمد نے اپنے بیان حلفی میں لکھوایا کہ اس کو تعلقہ داری زمین اور باغ کی آمدنی ہے' تعلقہ داری کی سالانہ تخمیناً بیاسی روپیہ دس آنے کی' زمین کی تخمیناً تین سو روپیہ سالانہ کی اور باغ کی سالانہ تخمیناً دو سو تین سو روپیہ' چار سو روپیہ اور حد درجہ پانچ سو روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کو کسی قسم کی کوئی آمدنی نہیں ہے' مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو تخمیناً پانچ ہزار دو سو روپیہ سالانہ مریدوں سے اس سال پہنچا ہے' اور اس کی ذات خرچ میں نہیں آتی' خرچ اور آمدنی کا حساب باضابطہ کوئی نہیں ہے' صرف یادداشت سے تخمیناً لکھوایا ہے' مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کی ذاتی آمدنی باغ' زمین اور تعلقہ داری کی اس کے ذاتی خرچ کے لئے کافی ہے اور اس کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ وہ مریدوں کا روپیہ ذاتی خرچ میں لاوے۔'' (نقل منشی تاج الدین صاحب پرگنہ تحصیلدار بٹالہ' ضلع گورداسپور مورخہ ۳۱/اگست ۱۸۹۸ء بمقدمہ عذرداری (انکم ٹیکس نمبری ۴۶/۵۵' ۱۸۹۸ء) روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۵۱۶)

## اب یہ بیان دوبارہ پڑھیں:

''اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مہدی مسعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اپنی زندگی میں اپنے اہل وعیال اور اقارب کو اسی آمد میں سے خرچ دیتے تھے جو جماعت کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہوتی تھی یا کسی اور سبیل سے۔ یہ بات ہر ایک فرد جانتا ہے کہ حضور علیہ...... اسی آمد سے خرچ دیا کرتے تھے' پس آپ کے بعد انجمن (احمدیہ قادیان) کا یہ فرض ہے کہ ان کو اسی آمد میں سے اسی انداز پر دیں جس طرح حضرت مسیح موعود دیتے تھے' کیونکہ انجمن مسیح موعود سے بڑھ کر امین نہیں ہوسکتی۔'' (اظہار حقیقت ص ۱۳ مورخہ ۲۸/نومبر ۱۹۳۱ء شائع کردہ انجمن انصار اللہ قادیان)

سبحان اللہ! کیا امانتداری ہے؟ گویا کہ انکم ٹیکس بچانے کے لئے مرزا صاحب نے عدالت عالیہ میں جھوٹا حلف داخل کیا۔

(جاری ہے)

''حضرت حکیم الامت تھانوی علیہ الرحمۃ کے یہاں ہر چیز ممتاز تھی' اس سے مراد یہ ہے کہ گھر کی چیزیں بھی متعین کردی گئی تھیں کہ کون کس کی ہے؟ تاکہ کوئی چیز مشتبہ نہ رہے' بلکہ ہر چیز کی ملکیت اور اس کا مالک واضح ہو' اور ہر چیز کے استعمال میں شرعی اختیار اور تصرف جس کا ہے' وہ ظاہر ہوجائے' حتیٰ کہ اگر کسی کا انتقال بھی ہوجائے تو متروکہ مال میں وراثت بھی واضح رہے۔ یہ بات یقیناً نہایت ہی اہم اور ضروری ہے' جس میں خواص میں بھی انتہائی سستی پائی جاتی ہے' الا ماشاء اللہ!'' (حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق ہردوئی نور اللہ مرقدہ)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اسماء الحسنیٰ

| | |
|---|---|
| ھو اللہ الذی لآالٰہ الا ھو | الرحمن الرحیم المنتقم العفوا |
| الخالق البارئ المصور الغفار | الظاھر الباطن الواحد القھار |
| المؤمن المھیمن الحفیظ الحکیم | الوھاب الرزاق المفتاح العلیم |
| القابض الباسط الخافض الرافع | المانع الواسع المقسط الجامع |
| المعز المذل السمیع البصیر | الحکم العدل اللطیف الخبیر |
| الجلیل الکریم الرقیب المجیب | البر التواب الولی الحسیب |
| العلی الکبیر الرؤف المقیت | العزیز الجبار المحیی الممیت |
| الحق الوکیل المقدم لوالی | الاول الآخر المؤخر المتعالی |
| الودود المجید الباعث الشھید | المبدئ المعید الوارث الحمید |
| الحی القیوم القادر الواجد | المتکبر المحصی المقتدر الماجد |
| الغنی المغنی البدیع الباقی | الضار النافع النور الھادی |
| الحلیم العظیم الغفور الشکور | القوی المتین الرشید الصبور |

الاحد الصمد القدوس السلام

الملک مالک الملک ذوالجلال والاکرام

سید ارشد علی
مدرسہ العربیہ معارف العلوم
(مسجد رحمانی) ناظم آباد نمبر ۵ کراچی پاکستان

REGD. NO. SS-[illegible]

# کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

## قادیانی

**ہمارے نوجوانوں کو ورغلا**
**کر مُرتد بنا رہے ہیں**
**اس مقصد کے لئے**
**وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں**

### ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے۔ جس میں سیرت رسول آخرینؐ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

### الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

## جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب علیہ صلی اللہ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

**تعاون کا ہاتھ بڑھایئے**

- **خریدار بنیئے — بنائیے**
- **اشتہارات دیجئے**
- **مالی امداد فراہم کیجئے**

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

**انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے**